فیض النحو

لحل اسئلة

هدایة النحو

مرتب

امیر الدین

متعلم دار العلوم دیوبند

باهتمام:

قاری فیض الحسن اعظمی

مکتبہ صوت القرآن دیوبند

Website: NewMadarsa.blogspot.com

Telegram channel : New Madarsa

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تفصیلات

نام کتاب.....: فیض النحو لحل اسئلۃ ہدایت النحو

مرتّب.....: امیر الدین متعلم دار العلوم دیوبند

طبع اوّل.....: سنہ ۱۴۳۸ھ سنہ ۲۰۱۸ء

صفحات.....: 128

ناشر.....: مکتبہ صوت القرآن دیوبند: 01336-223460

ملنے کے پتے

کتب خانہ حمیدیہ، جامع مسجد دہلی	❖	شبلی کتاب گھر اعظم گڈھ
ثاقب بک ڈپو سنبھل	❖	دیوبند اسلامک بک اسٹور دیوبند

مکتبہ صوت القرآن دیوبند

MAKTABA SAUTUL QURAN

Madani Market, Deoband, E-mail: faizulhasanazmi@gmail.com

Mob: 93586911053 Ph: 01336-223460

website: www.deobandtody.com/sautul-quran

Website: NewMadarsa.blogspot.com

Telegram channel : New Madarsa

انتساب

(۱) اس بے ماں در و پدر یتیم کے نام جس نے اپنی امت کے لیے اپنی ولادت باسعادت سے لے کر وصال پاک تک رو رو کر رب تعالیٰ سے دعائیں کیں، جس نے امت کے لیے طائف میں پتھر کھائے، اپنا گھر، اپنا شہر چھوڑا، عزیز و اقارب دشمن بنائے، اُحد کے میدان میں دندان مبارک شہید کرائے۔

اور

(۳) مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کے نام جہاں علومِ نبوت کی خوشبوؤں سے عرصۂ دراز تک مشام قلب وجگر کو معطر کرتا رہا۔

اور

(۴) شفقتِ ابوطالب کے نمونے اپنے والدین کے نام جن کی نالۂ شبی کے تلے زمانے کے نشیب و فراز سے واقفیت اور کچھ انمٹ نقوش چھوڑنے کا سلیقہ آیا۔

امیر الدین

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

عرضِ مؤلف

تمام حمد وستائش اس خدائے واحدہٗ لاشریک لہٗ کے لیے جس نے اپنی قدرتِ کاملہ کے ذریعہ اس کائناتِ فانی کو وجود بخشا اور آفتاب، وماہتاب کے ذریعہ اس کو سجایا۔

اس وقت پوری دنیا میں علم کی جو قدر وحیثیت ہے ہر ایک پر عیاں وبیاں ہے، بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جب انسان علم سے آراستہ وپیراستہ ہوتا ہے تو وہ درجات ومراتب کے اعتبار سے اعلیٰ اور فائق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آلاتِ علم پیدا کیے، آلاتِ علم میں سے کتاب بھی ہے، کتابوں میں سے ایک کتاب حسامی ہے جو عرصۂ دراز سے داخلِ درس ہے یہ فن اُصول کی کتاب ہے درسِ نظامی میں اس کو جو مرتبہ حاصل ہے وہ دنیا جانتی ہے، عموماً طلبہ اس کو نہایت مشکل اور دشوار ترین سمجھتے ہیں اور کچھ مقامات ایسے ہیں جو واقعتاً نہایت بھاری ہیں۔

الحمدللہ آپ کے ہاتھ میں جو رسالہ ''فیض النحو لحل اسئلۃ ہدایۃ النحو'' ہے مرتب نے اس میں ان مقامات کو جو بھاری اور مشکل ہیں نہایت سہل اور آسان انداز میں پیش کیا ہے اور دارالعلوم دیوبند کے امتحان سالانہ وششماہی میں آنے والے سوالوں کا جواب بہت ہی خوب صورت انداز میں پیش کیا ہے، تاکہ کتاب کے سمجھنے میں آسانی ہو مرتب آپ سب سے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے بھی اور آپ کے لیے بھی اس کتاب کو نافع اور مفید بنائے اور ان حضرات کا شکر ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس رسالے کے لکھنے کے دوران مدد کی، خصوصاً مولوی سلمان گونڈوی، یوسف کلیم اور انعام اللہ کی کہ انھوں نے قدم قدم پر مرتب کی راہنمائی فرمائی اور تصحیح ونظر ثانی کی ذمہ داری سنبھالی۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقیات سے نوازے، علم میں برکت عطا فرمائے، ہر شرور وفتن سے محفوظ رکھے اور مرتب کو بھی علم کے اعلیٰ مرتبہ پر لائق وفائق فرمائے اور اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین

امیر الدین

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم نحو: وہ علم ہے جس سے اسم، فعل، حرف کی آخری حالت معرب اور مبنی ہونے کی حیثیت سے اور ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ کے ساتھ جوڑنے کی کیفیت معلوم ہو۔

علم نحو کا موضوع: کلمہ اور کلام ہے۔

غرض و غایت: عربی زبان میں لفظی غلطی سے ذہن کو بچانا۔

لفظ: وہ بولی جو منہ سے نکلے اس کو لفظ کہتے ہیں۔

لفظ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) موضوع (۲) مہمل

مہمل: بے معنیٰ لفظ کو مہمل کہتے ہیں جیسے لفظ زید کا اُلٹا، دِیز۔ اس کے کوئی معنیٰ نہیں۔

موضوع: بامعنیٰ لفظ کو موضوع کہتے ہیں، لفظِ موضوع کا دوسرا نام لفظِ مستعمل ہے۔

لفظ مستعمل دو قسم پر ہے:

(۱) مفرد

(۲) مرکب

مفرد: وہ اکیلا لفظ ہے جو ایک معنیٰ پر دلالت کرے، جیسے: رَجُلٌ (ایک مرد) مفرد کو کلمہ بھی کہتے ہیں اور یہ نام زیادہ مشہور ہے۔ اور کلمہ تین قسم پر ہے:

(۱) اسم (۲) فعل (۳) حرف

اسم: وہ کلمہ ہے جس کے معنیٰ دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر سمجھ میں آجائیں اور تینوں زمانوں: ماضی، حال اور مستقبل میں سے کسی زمانہ کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو، جیسے: رَجُلٌ، فَرَسٌ.

فعل: وہ کلمہ ہے کہ جس کے معنیٰ دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر سمجھ میں آجائیں اور

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ جیسے: ضَرَبَ یَضْرِبُ۔ ضَرَبَ میں زمانہ ماضی ہے (مارا اس ایک مرد نے زمانہ گزشتہ میں) یَضْرِبُ میں زمانہ حال اور استقبال ہیں (مارتا ہے یا مارے گا وہ ایک مرد زمانہ حال یا مستقبل میں)۔

حرف: وہ کلمہ ہے کہ جس کے معنیٰ دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر سمجھ میں نہ آئیں، اور تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو۔ جیسے: مِنْ (سے) اِلٰی (تک) مِنْ کے معنیٰ ابتدا کے ہیں اور اِلٰی کے معنیٰ انتہا کے ہیں جب تک وہ جگہ جہاں سے ابتداء ہوئی اور وہ جہاں پر انتہا ہوئی ذکر نہیں کریں گے دونوں کے معنیٰ سمجھ میں نہیں آئیں گے، مثلاً سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوْفَةِ (سیر کی میں نے بصرہ سے کوفہ تک) یہاں معلوم ہوا کہ سیر کی ابتداء بصرہ سے ہوئی اور انتہا کوفہ میں ہوئی، بصرہ اور کوفہ کے ذکر کیے بغیر مِنْ اور اِلٰی کے معنیٰ سمجھ میں نہیں آئیں گے۔

مرکب: وہ لفظ ہے جو دو یا زیادہ الفاظ سے مل کر بنا ہو۔

مرکب کی دو قسمیں ہیں: (۱) مرکب مفید (۲) مرکب غیر مفید

مرکب مفید: وہ مرکب ہے کہ جب بات کہنے والا اپنی بات سے خاموش ہو جائے تو سننے والے کو اس سے سن کر کوئی خبر یا طلب حاصل ہو جائے۔ جیسے: ذَهَبَ زَيْدٌ (زید گیا) اِئْتِ بِالْمَاءِ (پانی لا) دیکھئے پہلے جملہ سے زید کے جانے کی خبر معلوم ہوئی اور دوسرے جملہ سے یہ معلوم ہوا کہ متکلم مخاطب سے پانی طلب کر رہا ہے۔

مرکب مفید کو مرکب تام، مرکب اسنادی، جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں، مگر جملہ کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔

جملہ دو قسم پر ہے:

(۱) جملہ خبریہ (۲) جملہ اِنشائیہ

جملہ خبریہ وہ جملہ ہے کہ اس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ جیسے: زَيْدٌ عَالِمٌ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(زید عالم ہے) اس خبر کے دینے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکتے ہیں، اگر واقعی زید عالم ہے تو خبر سچی ہے اور خبر دینے والا سچا ہے ورنہ جھوٹا ہے۔

جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) جملہ اسمیہ خبریہ (۲) جملہ فعلیہ خبریہ

اگر اوّل جزء اسم ہو تو اس کو جملہ اسمیہ کہتے ہیں۔ جیسے: زَیْدٌ عَالِمٌ (زید عالم ہے)۔ اس کا جزء اوّل مسند الیہ ہے اور اس کو مبتدا کہتے ہیں اور جزء دوم مسند ہے اور اس کو خبر کہتے ہیں۔

مرکب غیر مفید وہ مرکب ہے کہ جب کہنے والا بات کہہ کر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کوئی خبر، یا طلب حاصل (معلوم) نہ ہو؛ بلکہ سنے والا انتظار میں رہتا ہو۔ اس کو مرکب ناقص بھی کہتے ہیں۔

مرکب غیر مفید کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) مرکب اضافی (۲) مرکب بنائی (۳) مرکب منع صرف (۴) مرکب توصیفی (۵) مرکب صوتی۔

(۱) مرکب اضافی وہ ہے کہ جس میں ایک اسم کی اضافت دوسرے اسم کی طرف ہو۔ جس کی نسبت ہوگی اس کو مضاف اور جس کی طرف نسبت ہوگی، اس کو مضاف الیہ کہتے ہیں۔ جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ میں غُلَام کی نسبت زَید کی طرف ہے، تو غُلَامُ مضاف ہوگا اور زَیْد مضاف الیہ اور مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔

(۲) مرکب بنائی وہ ہے کہ دو اسم کو ایک کیا جائے اور دوسرا اسم کسی حرفِ عطف کو شامل ہو۔ جیسے: اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک جو اصل میں اَحَدٌ وَّعَشَرٌ اور تِسْعَةٌ وَعَشَرٌ تھے واؤ کو حذف کر کے دو اسموں کو ایک کیا گیا اس مرکب کے دونوں جز فتحہ پر مبنی ہیں سوائے اِثْنَا عَشَرَ کے کہ اس کا جزء اوّل معرب ہے۔

(۳) مرکب منع صرف وہ ہے کہ دو اسموں کو ایک کیا جائے اور دوسرا اسم کسی حرف

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کو شامل نہ ہو۔ جیسے: بَعْلَبَکُّ اور حَضْرَمَوْتُ اوّل جز فتحہ پر مبنی ہے اکثر علماء کے مذہب پر اور دوسرا جز معرب ہے۔ (بَعْلُ) ایک بت کا نام ہے اور بَکُّ بانی شہر بادشاہ کا نام ہے دونوں کو ملا کر شہر کا نام رکھ دیا بَعْلَبَکُّ ہو گیا اور حَضَرَ ایک لفظ اور مَوْتُ دوسرا لفظ، دونوں کو ایک کر کے حَضَرَمَوْتُ کہنے لگے۔ اس وقت وہ ایک شہر کا نام ہے۔

مسندالیہ: وہ اسم ہے جس کی طرف کسی اسم یا فعل کی اسناد کی جائے جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ اور زَیْدٌ قَامَ ان دونوں مثالوں میں قَائِمٌ اسم اور قَامَ فعل کی اسناد زید کی طرف ہو رہی ہے لہٰذا زَیْدٌ کو مسندالیہ کہیں گے۔

مسند: وہ اسم یا فعل ہے جس کی کسی اسم کی طرف اسناد کی جائے جیسے مذکورہ مثالوں میں قَائِمٌ اور قَامَ کی اسناد زَیْدٌ کی طرف کی گئی تو قَائِمٌ اور قَامَ کو مسند کہیں گے۔

چھ ترکیبوں کے بارے میں کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

بود ترکیب نزدِ نحویاں شش ❁ بیادش گیر گر خائف زِفوتی

چوں اسنادی و تعدادی و مزجی ❁ اضافی داں و توصیفی و صوتی

کسی شاعر نے خوب کہا۔

مبنی آں باشد کہ ماند برقرار ❁ معرب آں باشد کہ گردد بار بار

عامل: وہ چیز ہے جس کی وجہ سے کلمہ کے آخر میں حرکت آئے۔ اگر رفع آئے تو اس کو عاملِ رافع کہتے ہیں، نصب آئے تو اس کو عاملِ ناصب کہتے ہیں۔ جر آئے تو اس کو عاملِ جار کہتے ہیں۔ جزم آئے تو اس کو عاملِ جازم کہتے ہیں۔

عامل کی دو قسمیں ہیں: (۱) لفظی (۲) معنوی

عامل لفظی: وہ لفظ ہے جس کی وجہ سے دوسرے کلمہ پر حرکت آئے۔ جیسے: جَاءَ زَیْدٌ. دیکھئے: جَاءَ ایک لفظ ہے اسی کی وجہ سے زَیْدٌ پر ضمہ آیا۔

عامل معنوی: وہ مفہوم ہے جس کی وجہ سے کسی کلمہ پر حرکت آئے۔ جیسے:

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

زَیْدٌ عَالِمٌ میں زَیْدٌ کو رفع دیا ابتداء نے اور ابتداء کوئی ظاہری لفظ نہیں ہے؛ بلکہ ''لفظ کا عوامل لفظی سے خالی ہونا'' یہ ایک مفہوم ہے، کوئی لفظ نہیں ہے۔

معرب اور مبنی ہونے کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اسم متمکن (۲) اسم غیر متمکن

جان لیجیے کہ اسم غیر متمکن مبنی ہے اور اسم متمکن معرب ہے اس شرط کے ساتھ کہ وہ ترکیب میں واقع ہو۔ جیسے: جَاءَنِیْ زَیْدٌ میں زَیْدٌ ترکیب میں واقع ہے؛ اس لیے وہ معرب ہے، اگر اکیلا زید استعمال ہوگا تو وہ معرب نہیں ہوگا؛ بلکہ سکون پر مبنی ہوگا۔ جیسے: زَیْدٌ، خَالِدٌ وغیرہ۔ اسی طرح فعل مضارع بھی معرب ہے، بشرطیکہ جمع مؤنث کے نون اور تاکید کے نونوں سے خالی ہو۔

اسم غیر متمکن: وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہت رکھے اور مبنی اصل تین ہیں: (۱) فعل ماضی (۲) امر حاضر معروف (۳) اور تمام حروف۔

اسم غیر متمکن کو مبنیات فرعیہ بھی کہتے ہیں۔ اسم غیر متمکن یعنی مبنیاتِ فرعیہ کی آٹھ قسمیں ہیں:

پہلی قسم مضمرات:

مضمرات یعنی تمام ضمائر مبنی ہیں۔

ضمیر وہ اسم ہے جس کے ذریعہ متکلم، مخاطب یا غائب کے حال کو بیان کیا جائے۔ جیسے: اَنَا، اَنْتَ، هُوَ.

ضمیر تین قسم پر ہے: (۱) مرفوع (۲) منصوب (۳) مجرور

مرفوع دو قسم پر ہے: (۱) مرفوع متصل (۲) مرفوع منفصل

منصوب دو قسم پر ہے: (۱) منصوب متصل (۲) منصوب منفصل

مجرور ایک قسم پر ہے: (۱) مجرور متصل

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اس طرح ضمیر کی کل پانچ قسمیں بنتی ہیں۔

ہر قسم میں چودہ ضمیریں ہیں، چودہ کو پانچ میں ضرب دینے سے ستر ہوتی ہیں۔اس طرح کل ''ضمائر'' ستر (۷۰) ہوئیں۔

مرفوع متصل: وہ ضمیر ہے جو اپنے عامل رافع (فعل) سے ملی ہوئی ہو۔جیسے: ضَرَبْتُ ضَرَبْنَا سے ضَرَبْنَ تک۔

مرفوع منفصل: وہ ضمیر ہے جو اپنے عامل رافع سے ملی ہوئی نہ ہو۔جیسے: اَنَانَحْنُ سے ھُنَّ تک۔

منصوب متصل: وہ ضمیر ہے جو اپنے عامل ناصب سے ملی ہوئی۔جیسے: ضَرَبَنِیْ ضَرَبَنَا سے ضَرَبَھُنَّ تک۔

منصوب منفصل: وہ ضمیر ہے جو اپنے عامل ناصب سے ملی ہوئی نہ ہو۔جیسے: اِیَّایَ، اِیَّانا سے اِیَّاھُنَّ تک۔

مجرور متصل: وہ ضمیر ہے جو اپنے عامل جار سے ملی ہوئی ہو۔جیسے: لِیْ، لَنَا سے لَھُنَّ تک۔

دوسری قسم اسمائے اشارہ:

اسمائے اشارہ: وہ ہیں جو کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔اوران کے پانچ الفاظ ہیں جو چھ معانی کے لیے مستعمل ہوتے ہیں۔جس چیز سے اشارہ کیا جائے اس کو اسم اشارہ کہتے ہیں۔اور جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اس کو مشارٌ الیہ کہتے ہیں۔

اسمائے اشارہ یہ ہیں:

ذَا، ذَانِ، ذَیْنِ، تَا، تِیْ، تِہْ، ذِہْ، ذِھِیْ، تِھِیْ، تَانِ، تَیْنِ، اُولَاءِ مد کے ساتھ اور اُوْلٰی قصر کے ساتھ۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تیسری قسم اسمائے موصولہ:

اسمائے موصوہ: ایسے اسماء ہیں جو جملہ کا بغیر صلہ کے جزء تام نہ بن سکیں۔

اسمائے موصول یہ ہیں:

اَلَّذِیْ، اَلَّذَانِ، اَلَّذِیْنِ، اَلَّذِیْنَ، اَلَّتِیْ، اَلَّتَانِ، اَلَّتَیْنِ، اَللَّاتِیْ، اَللَّوَاتِیْ، اَللَّاءِ، مَا، مَنْ، اَیٌّ، اَیَّۃٌ، اَلْ (الف و لام).

چوتھی قسم اسمائے افعال:

اسم غیر متمکن کی چوتھی قسم اسمائے افعال ہیں اور وہ دو قسم پر ہیں:

(۱) پہلی قسم وہ اسماء جو امر حاضر کے معنیٰ میں ہوتے ہیں۔ جیسے: رُوَیْدَ اَمْھِلْ کے معنیٰ میں ہے (مہلت دے تو) بَلْہَ. دَعْ کے معنیٰ میں ہے (چھوڑ تو) حَیَّھَلْ۔ اِیْتِ کے معنیٰ میں ہے (آ تو) ھَلُمَّ۔ اِیْتِ کے معنیٰ میں ہے (آ تو)۔

(۲) دوسری قسم وہ اسماء جو فعل ماضی کے معنیٰ میں ہوتے ہیں۔ جیسے: ھَیْھَاتَ زَیْدٌ۔ بَعُدَ زَیْدٌ کے معنیٰ میں ہے (زید دور ہوا) شَتَّانَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو۔ اِفْتَرَقَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو کے معنیٰ میں ہے (زید اور عمر جدا ہو گئے)۔

اسمائے افعال ایسے کلمات کو کہتے ہیں جو افعال کے معنیٰ میں ہوں اور ان میں کوئی علامتِ فعل نہ ہو۔

پانچویں قسم اسمائے اصوات:

اسم غیر متمکن کی پانچویں قسم اسمائے اصوات ہیں:

اسمائے اصوات: وہ اسماء ہیں جو کسی آواز کو نقل کرنے یا کسی جانور وغیرہ کو پکارنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ جیسے: اُحْ، اُحْ کھانسی کی آواز کی نقل ہے۔ اُفْ درد کی آواز کی نقل ہے، غَاقِ کوّے کی آواز کی نقل ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

چھٹی قسم اسمائے ظروف:

اسم غیر متمکن کی چھٹی قسم اسمائے ظروف ہیں۔

اسم ظرف: وہ اسم ہے جو زمانِ فعل یا مکان فعل کو بتائے، اسم ظرف کو مفعول فیہ بھی کہتے ہیں وہ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔

ظروف کی دو قسمیں ہیں: (۱) ظروفِ زمان (۲) ظروفِ مکان

ساتویں قسم اسمائے کنایات:

اسم غیر متمکن کی ساتویں قسم اسمائے کنایات ہیں۔ جیسے: کَمْ اور کَذَا عدد سے کنایہ کرنے کے لیے آتے ہیں اور کَیْتَ اور ذَیْتَ بات سے کنایہ کے لیے آتے ہیں، (یعنی وہ اسماء جو مبہم عدد یا مبہم بات پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں) ان کو اسمائے کنایات کہتے ہیں۔

آٹھویں قسم مرکب بنائی:

اسم غیر متمکن کی آٹھویں قسم مرکب بنائی ہے۔ جیسے: اَحَدَ عَشَرَ.

تعریف اور تنکیر کے اعتبار سے اسم دو قسم پر ہے:

(۱) معرفہ (۲) نکرہ

معرفہ: وہ اسم ہے جو معین چیز کے لیے بنایا گیا ہو۔ جیسے: زَیْدٌ.

نکرہ: وہ اسم ہے جو کسی غیر معین چیز کے لیے بنایا گیا ہو۔ جیسے: رَجُلٌ. فَرَسٌ (کوئی مرد، کوئی گھوڑا، یہاں رجل سے کوئی خاص آدمی مراد نہیں ہے اور گھوڑے سے بھی کوئی خاص گھوڑا مراد نہیں ہے)۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

معرفہ کی سات قسمیں ہیں:

اوّل: مضمرات جیسے: اَنَا، نَحْنُ، اَنْتَ، هُوَ وغیرہ۔

دوم: اعلام یعنی وہ نام جو کسی خاص چیز کے لیے وضع کیا گیا اور وضع کے وقت کسی دوسرے کو شامل نہ ہو۔ جیسے: خالد، بکر وغیرہ۔

سوم: اسمائے اشارات۔ جیسے: هٰذا، ذٰلک وغیرہ۔

چہارم: اسمائے موصولہ۔ جیسے: اَلَّذِیْ، اَلَّتِیْ، اَلَّذِیْنَ وغیرہ۔

ان دونوں قسموں کو مبہمات کہتے ہیں؛ کیونکہ اسم اشارہ بغیر مشارٌ الیہ کے اور اسم موصول غیر صلہ کے مبہم اور پوشیدہ رہتے ہیں؛ اس لیے ان دونوں قسموں کو مبہمات کہتے ہیں۔

پنجم: معرفہ بہ اَلْ جیسے: اَلرَّجُلُ (خاص مرد)۔

ششم: مذکورہ قسموں میں سے کسی ایک کی جانب مضاف ہونا۔ جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ، غُلَامُ هٰذَا، غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ، غُلَامُ الرَّجُلِ.

ہفتم: معرفہ بہ نداء۔ جیسے: یَارَجُلُ (رجل نکرہ تھا حرفِ ندا سے معرفہ ہو گیا)۔

اسم تذکیر و تانیث کے اعتبار سے دو قسم پر ہے:

(۱) مذکر (۲) مؤنث

مذکر: وہ اسم ہے جس میں علامتِ تانیث نہ ہو۔ جیسے: رَجُلٌ.

مؤنث: وہ اسم ہے جس میں تانیث کی علامت ہو۔ جیسے: اِمْرَأَةٌ.

تانیث کی علامتیں چار ہیں:

(۱) تاء جیسے: طَلْحَةُ (۲) الفِ مقصورہ جیسے: حُبْلٰی (۳) الفِ ممدودہ جیسے: حَمْرَاءُ (۴) تائے مقدرہ جیسے: اَرْضٌ اصل میں اَرْضَةٌ تھا اُرَیْضَةٌ کی دلیل سے؛ کیونکہ تصغیر اسماء کو اپنی اصل کی طرف لے جاتی ہے اور اس مؤنث کو مؤنثِ سماعی کہتے ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مؤنث پھر دو قسم پر ہے:

(۱) حقیقی (۲) لفظی

مؤنث حقیقی: وہ مؤنث ہے کہ اس کے مقابلہ میں کوئی مذکر جاندار ہو۔ جیسے: اِمْرَأَۃٌ اس کے مقابلہ میں مذکر جاندار رَجُلٌ ہے۔ نَاقَۃٌ اس کے مقابلہ میں مذکر جاندار جَمَلٌ ہے۔

اور مؤنث لفظی وہ مؤنث ہے کہ اس کے مقابلہ میں کوئی مذکر جاندار نہ ہو۔ جیسے: ظُلْمَۃٌ اور قُوَّۃٌ۔

اِفراد، تثنیہ اور جمع کے اعتبار سے اسم کی تین قسمیں ہیں:

(۱) واحد (۲) تثنیہ (۳) جمع

واحد: اسم ہے جو ایک پر دلالت کرے۔ جیسے: رَجُلٌ (ایک مرد)۔

تثنیہ: وہ اسم ہے جو دو پر دلالت کرے اس طریقہ پر کہ اس کے آخر میں الف یا یائے ماقبل مفتوح اور نونِ مکسور ہو۔ جیسے: رَجُلَانِ، رَجُلَیْنِ (دو مرد)۔

جمع: وہ اسم ہے جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے اس طریقہ پر کہ اس کے واحد کے وزن میں کوئی تبدیلی کردی جائے۔

جمع لفظ کے اعتبار سے دو قسم پر ہے:

(۱) جمع تکسیر (۲) جمع تصحیح

ان کو جمع مکسر اور جمع سالم بھی کہتے ہیں۔

جمع تکسیر: وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن باقی نہ رہے۔ جیسے: رِجَالٌ اور مَسَاجِدُ (یہ بالترتیب رَجُلٌ اور مَسْجِدٌ کی جمع ہیں)۔

ثلاثی میں جمع مکسر کے اوزان سننے سے تعلق رکھتے ہیں قیاس کا اس میں کوئی دخل نہیں؛ البتہ رُباعی اور خُماسی میں جمع مکسر کے اوزان متعین ہیں، یعنی فَعَالِلُ کے وزن

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

پر ہی آتے ہیں۔ جیسے: جَعْفَرٌ کی جمع جَعَافِرُ اور جَحْمَرِشٌ سے جَحَامِرُ پانچویں حرف کے حذف کے ساتھ (یہ حذف صرف وزن کو باقی رکھنے کے لیے ہے)۔

جمع صحیح (سالم): وہ ہے جس میں واحد کا وزن باقی رہے پھر اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) جمع مذکر سالم (۲) جمع مؤنث سالم۔

جمع مذکر سالم: وہ ہے جس کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم یا یائے ماقبل مکسور اور نونِ مفتوح ہو۔ جیسے: مُسْلِمُوْنَ حالتِ رفعی میں اور مُسْلِمِیْنَ حالتِ نصبی اور جری میں۔

جمع مؤنث سالم: وہ ہے جس کے آخر میں الف اور لمبی تاء ہو۔ جیسے: مُسْلِمَاتٌ.

پھر جمع معنیٰ کے اعتبار سے دو قسم پر ہے:

(۱) جمع قلت (۲) جمع کثرت

جمع قلت: وہ ہے جو دس سے کم پر بولی جائے اور اس کے چار اوزان ہیں:

(۱) اَفْعُلٌ جیسے: اَکْلُبٌ (۲) اَفْعَالٌ جیسے: اَقْوَالٌ (۳) اَفْعِلَۃٌ جیسے: اَعْوِنَۃٌ (۴) فِعْلَۃٌ جیسے: غِلْمَۃٌ.

جمع سالم: جو بغیر اَلْ کے ہو۔ جیسے: مُسْلِمُوْنَ اور مُسْلِمَاتٌ یہ دونوں وزن بھی جمع قلت میں شامل ہیں اس طرح جمع قلت کے اوزان چھ ہو جاتے ہیں۔

جمع کثرت: وہ ہے جو دس یا دس سے زیادہ پر بولی جائے، اس کے اوزان جمع قلت کے مذکورہ چھ اوزان کے علاوہ ہیں یعنی ان چھ اَوزان کے علاوہ جمع کا جو بھی وزن ہوگا وہ جمع کثرت میں شمار ہوگا۔

اسم کے اعراب تین ہیں:

رفع، نصب، جر

اسم متمکن اعراب قبول کرنے کے اعتبار سے سولہ قسم پر ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

پہلی قسم مفرد، منصرف، صحیح جیسے: زَیْـــدٌ) (نحو میں صحیح وہ ہے کہ جس کے آخر میں حرفِ علت نہ ہو۔ جیسے: "بکر" اگر درمیان میں یا شروع میں حرف علت ہو تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، اسکو بھی نحوی لوگ صحیح کہیں گے۔ جیسے: وَعْـــدٌ، زَیْـــدٌ وغیرہ۔ دوسری قسم مفرد، منصرف، جاری مجری صحیح (صحیح کے قائم مقام) جیسے: دَلْـــوٌ تیسری قسم جمع مکسر منصرف۔

غیر منصرف: وہ اسم ہے جس میں دو سبب غیر منصرف کے نو سببوں میں سے پائے جائیں یا ایسا ایک سبب پایا جائے جو دو سببوں کے قائم مقام ہو۔

غیر منصرف کے نو اسباب یہ ہیں:

عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزنِ فعل، الف نون زائدتان.

چھٹی قسم اسمائے ستہ مکبرہ ہیں، جس وقت یہ یائے متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں۔ جیسے: اَبٌ، اَخٌ، حَمٌ، هَنٌ، فَمٌ، ذُوْمَالٍ. ان کا رفع واؤ کے ساتھ، نصب الف کے ساتھ اور جر یا کے ساتھ ہگا۔ جیسے: جَاءَ اَبُوْکَ، رَأَیْتُ اَبَاکَ وَمَرَرْتُ بِاَبِیْکَ.

ساتویں قسم: مُثَنّٰی جیسے: رَجُلَانِ.

آٹھویں قسم: کِلَا و کِلْتَا جبکہ مضاف ہوں ضمیر کی طرف جیسے: کِلَاهُمَا.

دسویں قسم جمع مذکر سالم۔ جیسے: مُسْلِمُوْنَ.

گیارہویں قسم اُوْلُوْ (ذو کی جمع غیر لفظی)۔

بارہویں قسم: عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ.

تیرہویں قسم اسم مقصور ہے اور وہ، وہ اسم ہے کہ جس کے آخر میں الفِ مقصورہ ہو۔ جیسے: مُـوْسٰـی. چودھویں قسم غیر جمع ذمر سالم جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: غُلَامِیْ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

پندرہویں قسم اسم منقوص ہے، اسم منقوص وہ اسم ہے جس کے آخر میں یائے ماقبل مکسور ہو، جیسے: قَاضِیْ.

سولہویں قسم: جمع مذکر سالم جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے: مُسْلِمِیَّ.

مضارع کے اعراب تین ہیں:

رفع، نصب، جزم

فعل مضارع اعراب قبول کرنے کے اعتبار سے چار قسم پر ہے:

پہلی قسم مضارع صحیح جو تثنیہ وجمع مذکر غائب وحاضر اور واحد مؤنث حاضر کی ضمیر بارز مرفوع سے خالی ہو (یعنی یَفْعَلُ تَفْعَلُ اَفْعَلُ نَفْعَلُ) اس کا اعراب حالتِ رفع میں ضمہ کے ساتھ، حالتِ نصب میں فتحہ کے ساتھ اور حالتِ جزم میں سکون کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: هُوَ یَضْرِبُ وَلَنْ یَّضْرِبَ وَلَمْ یَضْرِبْ.

دوسری قسم مفردِ معتلِ واوی جیسے: یَغْزُوْ اور مفرد معتلِ یائی۔ جیسے: یَرْمِیْ ان کا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جزم حذفِ لام کے ساتھ ہوگا۔ جیسے:

هُوَ یَغْزُوْ وَیَرْمِیْ وَلَنْ یَّغْزُوَ وَلَنْ یَّرْمِیَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یَرْمِ.

تیسری قسم معتل الفی جیسے یَرْضٰی اس کا رفع تقدیر پر ضمہ کے ساتھ، نصب تقدیر فتحہ کے ساتھ اور جزم حذفِ لام کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: هُوَ یَرْضٰی وَلَنْ یَّرْضٰی وَلَمْ یَرْضَ.

چوتھی قسم مضارع کے وہ صیغے جو یَفْعَلُ، تَفْعَلُ، تَفْعَلُ، اَفْعَلُ اور نَفْعَلُ کے علاوہ ہوں خواہ صحیح ہوں یا معتل مذکورہ ضمیروں کے ساتھ، ان کا رفع اثباتِ نون سے ہوتا۔

عواملِ اعراب دو قسم پر ہیں:

(۱) لفظی (۲) معنوی

عوامل لفظی تین قسم پر ہیں: (۱) حروف (۲) افعال (۳) اسماء

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

پہلی قسم حروفِ عاملہ کے بیان میں۔

جو حروف اسم میں عمل کرتے ہیں وہ پانچ قسم پر ہیں۔

پہلی قسم حروفِ جر ہے اور وہ سترہ ہیں:

بَا، مِنْ، إِلٰی، حَتّٰی، فِي، لَام، رُبَّ، واو قسم، تائے قسم، عَنْ، عَلٰی، کاف تشبیہ، مُذْ، مُنْذُ، حَاشَا، خَلَا، عَدَا.

با و تا و کاف و لام و واؤ منذ و مذ خلا

رب، حاشا، من، عدا، فی، عن، علی، حتی، الی

حرفِ جر: وہ ہے جس کو فعل یا شبہ فعل کے معنیٰ کو کھینچ کر اپنے مدخول تک پہنچانے کے لیے وضع کیا گیا۔ جیسے: مَرَرْتُ بِزَیْدٍ.

حروفِ مشبہ بالفعل:

حروفِ عاملہ کی دوسری قسم حروفِ مشبہ بالفعل ہیں اور وہ چھ ہیں: اِنَّ، اَنَّ، کَأَنَّ، لٰکِنَّ، لَیْتَ اور لَعَلَّ۔ یہ حروف مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں، اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں۔ جیسے: اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ.

ما ولا مشابہ بلیس:

حروفِ عاملہ کی تیسری قسم مَا اور لَا ہیں جو لَیْسَ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اور لَیْسَ کی طرح عمل کرتے ہیں۔ جیسے: مَازَیْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا نہیں ہے) اس مثال میں زَیْدٌ ما کا اسم ہے اور قَائِمًا اس کی خبر ہے۔

مَا اور لَا میں فرق یہ ہے کہ "ما" کا اسم معرفہ بھی ہوسکتا ہے اور نکرہ بھی اور "لَا" کا اسم ہمیشہ نکرہ ہی ہوتا ہے۔ یہ اسم معرفہ میں عمل نہیں کرتا۔ جیسے: لَا رَجُلٌ اَفْضَلَ مِنْکَ (نہیں ہے کوئی مرد افضل تجھ سے)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

لائے نفی جنس:

چوتھی قسم لائے نفی جنس ہے اور اس کا اسم اکثر مضاف، منصوب ہوتا ہے اور اس کی خبر مرفوع ہوتی ہے۔ جیسے: لَاغُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيْفٌ فِي الدَّارِ (نہیں ہے مرد کا غلام عقلمند، گھر میں)۔

حروفِ ندا:

حروفِ عاملہ کی پانچویں قسم حروفِ ندا ہیں۔ اور وہ پانچ ہیں: يَا، اَيَا، هَيَا، اَیْ اور ہمزۂ مفتوحہ۔ یہ حروف منادیٰ مضاف کو نصب دیتے ہیں جیسے: يَاطَالِعًا جَبَلًا اور نکرۂ غیر معین کو بھی نصب دیتے ہیں جیسا کہ کوئی اندھا کہے: يَارَجُلًا خُذْ بِيَدِیْ.

حروفِ عاملہ کی دوسری قسم وہ حروف جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہیں وہ دو قسم پر ہیں: (۱) حروفِ ناصب (۲) حروفِ جازم

حروفِ ناصب:

پہلی قسم وہ حروف جو فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں وہ چار ہیں:

پہلا: "اَنْ" جیسے: اُرِيْدُ اَنْ تَقُوْمَ، اور اَنْ فعل کے ساتھ مصدر کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔ یہ (اُرِيْدُ قِيَامَكَ) کے معنیٰ میں ہے اس وجہ سے اس کو اَنْ مصدریہ کہتے ہیں۔

دوسرا: "لَنْ" جیسے: لَنْ يَّخْرُجَ زَيْدٌ (ہرگز نہیں نکلے گا زید) اور لن نفی کی تاکید کے لیے آتا ہے اور مضارع کو مستقبل کے لیے خاص کر دیتا ہے، ترجمہ سے اندازہ ہو رہا ہے۔

تیسرا: "كَیْ" جیسے: اَسْلَمْتُ كَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ (اسلام لایا میں تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں)۔

چوتھا: "اِذَنْ" جیسے: اِذَنْ اُكْـــــرِمَكَ اس شخص کے جواب میں جو کہے:

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اَنَا آتِیکَ غَدًا (جو شخص کہے کہ میں کل آؤں گا اس کے جواب میں آپ کہیں کہ اس وقت میں تیرا اکرام کروں گا)۔

شاعر نے فارسی میں اس طرح چاروں ناصبوں کو جمع کیا ۔

اَنْ ولَنْ پس کَیْ اِذَنْ ایں چار حرف معتبر
نصب مستقبل کنند ایں جملہ دائم اقتضا

حروفِ جازم:

حروفِ عاملہ کی دوسری قسم وہ حروف ہیں جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں اور وہ پانچ ہیں: لَمْ، لَمَّا، لَامِ اَمْر، لَائے نہی اور اِنْ شرطیہ، جیسے: لَم یَنْصُرْ، لَمَّا یَنْصُرْ، اُنْصُرْ، لَاتَنْصُرْ، اِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ.

"اِنْ" دو جملوں پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے: اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ (اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا) پہلے جملہ کو شرط اور دوسرے جملہ کو جزاء کہتے ہیں۔ اور اِنْ مستقبل کے لیے آتا ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو۔ جیسے: اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ (اگر تو مارے گا تو میں بھی ماروں گا) اِس جگہ اِن کا عمل ظاہر نہیں ہوگا؛ کیونکہ ماضی میں مبنی ہے معرب نہیں ہے۔

افعال عمل کرنے کے اعتبار دو قسم پر ہیں:

پہلی قسم فعل معروف۔

فعل معروف خواہ لازم ہو یا متعدی فاعل کو رفع دیتا ہے۔ جیسے: قَامَ زَیْدٌ (لازم کی مثال) ضَرَبَ زَیْدٌ (متعدی کی مثال) اور چھ اسموں کو نصب دیتا ہے:

(۱) مفعول مطلق کو۔ جیسے: قَامَ زَیْدٌ قِیَامًا اور ضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْبًا.

(۲) مفعول مطلق کو۔ جیسے: صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اور جَلَسْتُ فَوْقَکَ.

(۳) مفعول کو جیسے: جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ اَیْ مَعَ الْجُبَّاتِ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۴) مفعول لہ کو۔ جیسے: قُمْتُ اِکْرَامًا لِزَیْدٍ اور ضَرَبْتُهٗ تَادِیْبًا۔

(۵) حال کو۔ جیسے: جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا اور ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا۔

(۶) تمیز کو۔ جیسے: طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا۔

لیکن فعل متعدی مفعول بہ کو نصب دیتا ہے۔ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا۔

فاعل: وہ اسم ہے کہ جس سے پہلے کوئی فعل یا شبہ فعل ہو اور اس فعل یا شبہ فعل کی اسناد اس اسم کی طرف ہو اور وہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو۔ جیسے: زَیْدٌ جو ضَرَبَ زَیْدٌ میں ہے اور قَامَ زَیْدٌ میں ہے۔

مفاعیل کی تعریفیں:

مفعول مطلق: وہ مصدر ہے جو فعل کے بعد واقع ہو اور وہ فعل اس مصدر کے معنیٰ میں ہو۔ جیسے: ضَرْبًا جو ضَرَبْتُ ضَرْبًا میں ہے اور قِیَامًا جو قُمْتُ قِیَامًا میں ہے۔ (میں نے خوب مارا۔ میں ٹھیک سے کھڑا ہوا)۔

مفعول فیہ: وہ اسم ہے کہ جس میں فعل مذکور واقع ہو، اس کو ظرف بھی کہتے ہیں، اور ظرف کی دو قسمیں ہیں: ظرفِ زمان جیسے: یَوْمَ جو صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ میں ہے، ظرفِ مکان جیسے: عِنْدَ جو جَلَسْتُ عِنْدَکَ میں ہے۔

مفعول معہ: وہ اسم ہے جو واؤ بمعنیٰ مع کے بعد ذکر کیا جائے۔ جیسے: وَالْجُبَّاتِ جو جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ میں ہے۔

مفعول لہٗ: وہ اسم ہے جو ایسی چیز پر دلالت کرے جو فعل مذکور کے صادر ہونے کا سبب ہو۔ جیسے: تَادِیْبًا جو ضَرَبْتُهٗ تَادِیْبًا میں ہے۔

حال: وہ اسم نکرہ ہے جو فاعل کی یا مفعول کی یا دونوں کی ہیئت پر دلالت کرے۔

تمیز: وہ اسم ہے جو ابہام کو دُور کرے عدد سے۔ جیسے: عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

دِرْهَمًا یا وزن سے۔ جیسے: عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا یا پیمانہ سے۔ جیسے: عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا یا پیمائش سے۔ جیسے: مَافِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا.

مفعول بہ: وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا (زید نے عمر کو مارا) دیکھئے یہاں زَیْدٌ فاعل کا فعل (ضرب) عمرو پر واقع ہوا۔

جان لیجیے کہ فاعل دو قسم پر ہے: (۱) مظہر (۲) مضمر

مظہر: ضمیر کے علاوہ تمام اسماء کو اسم مظہر (اسم ظاہر) کہتے ہیں۔ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ.

مضمر: دو قسم پر ہے: مضمر بارز مضمر مستتر

مضمر بارز: جیسے: ضَرَبْتُ وغیرہ۔

مضمر مستتر: جیسے: زَیْدٌ ضَرَبَ ضرب میں ھُوَ مستتر فاعل ہے۔

دوسری قسم فعل مجہول:

فعل مجہول فاعل کی جگہ مفعول بہ کو رفع دیتا ہے اور باقی مفاعیل یعنی مفعول فیہ، مفعول معہٗ وغیرہ کو نصب دیتا ہے۔ جیسے: ضُرِبَ زَیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْاَمِیْرِ ضَرْبًا شَدِیْدًا فِیْ دَارِهٖ تَادِیْبًا وَالْخَشَبَةَ. (پیٹا گیا زید جمعہ کے دن امیر کیسامنے سخت پیٹا جانا اس کے گھر میں ادب دینے کے لیے لکڑی سے)۔

جان لیجیے کہ فعل متعدی چار قسم پر ہے:

پہلی قسم: متعدی بیک مفعول جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا یعنی ایک مفعول کے ساتھ متعدی ہوگا۔ ترکیب اس کی آسان ہے۔

دوسری قسم: وہ ہے کہ دو مفعولوں کے ساتھ متعدی ہو اور ایک مفعول پر اکتفاء کرنا جائز ہو۔ جیسے: اَعْطٰی اور ہر وہ فعل جو اس کے معنیٰ میں ہو۔ جیسے: اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا کی جگہ اَعْطَیْتُ زَیْدًا کہنا بھی صحیح ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تیسری قسم: وہ ہے کہ دو مفعولوں کے ساتھ متعدی ہو؛ لیکن ایک مفعول پر اقتصار کرنا جائز نہ ہو، اور یہ بات افعالِ قلوب میں ہے۔ یعنی افعالِ قلوب میں ایک مفعول پر اقتصار کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسے: عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا اور ظَنَنْتُ عَمْرًا عَالِمًا.

افعالِ قلوب سات ہیں: عَلِمْتُ، ظَنَنْتُ، حَسِبْتُ، خِلْتُ، زَعَمْتُ، رَأَيْتُ اور وَجَدْتُ.

چوتھی قسم: وہ ہے کہ تین مفعولوں کے ساتھ متعدی ہو۔ جیسے: اَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا عَمْرًا فَاضِلًا (اللہ نے یقین دلایا زید کو کہ عمرو فاضل ہے)۔

افعالِ ناقصہ

افعالِ ناقصہ: وہ افعال ہیں جو فاعل کو اپنی صفت کے علاوہ کسی خاص صفت کے ساتھ ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ جیسے: صَارَ زَيْدٌ فَقِيرًا (زید فقیر ہو گیا) اس جگہ صَارَ نے اپنی صفت کے علاوہ زَيْدٌ فاعل کو صفت فقر کے ساتھ ثابت کر دیا۔

افعالِ ناقصہ سترہ ہیں: كَانَ، صَارَ، ظَلَّ، بَاتَ، اَصْبَحَ، اَضْحٰى، اَمْسٰى، عَادَ، اٰضَ، غَدَا، رَاحَ، مَازَالَ، مَاانْفَكَّ، مَابَرِحَ، مَافَتِئَ، مَادَمَ، اور لَيْسَ.

افعالِ مقاربہ

افعالِ مقاربہ: وہ افعال ہیں جو خبر کو فاعل کے قریب کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔

افعالِ مقاربہ چار ہیں: عَسٰى، كَادَ، كَرَبَ، اَوْشَكَ.

افعالِ مدح وذم

افعالِ مدح و ذم: وہ افعال ہیں جو تعریف یا برائی ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

افعالِ مدح وذم چار ہیں: ان میں سے نِعْمَ اور حَبَّذَا اِنشاءِ مدح کے لیے آتے ہیں، بِئْسَ اور سَاءَ اِنشاءِ ذم کے لیے آتے ہیں۔

افعالِ تعجب

افعالِ تعجب: وہ افعال ہیں جو اظہارِ تعجب کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔

افعالِ تعجب کے دو صیغے ثلاثی مجرد کے ہر مصدر سے آتے ہیں سوائے لَون اور عیب کے۔ پہلا مَا اَفْعَلَهٗ جیسے: مَا اَحْسَنَ زَيْدًا (کیا ہی حسین ہے زید)۔

دوسرا اَفْعِلْ بِهٖ ہے۔ جیسے: اَحْسِنْ بِزَيْدٍ.

اسمائے عاملہ

جان لیجیے کہ اسماء عاملہ کی گیارہ قسمیں ہیں:

(۱) پہلی قسم: اسمائے شرطیہ جو "اِنْ" حرفِ شرط کے معنیٰ میں ہوتے ہیں اور وہ نو ہیں: مَنْ، مَا، اَيْنَ، مَتٰى، اَيٌّ، اَنّٰى، اِذْمَا، حَيْثُمَا، اور مَهْمَا.

دوسری قسم اسماء افعال بمعنیٰ فعل ماضی۔ جیسے: هَيْهَاتَ، شَتَّانَ، سَرْعَانَ یہ اسم کو فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دیتے ہیں۔ جیسے: هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ (عید کا دن دُور ہے) هَيْهَاتَ بمعنیٰ بَعُدَ.

تیسری قسم اسماء افعال بمعنیٰ امر حاضر معروف۔ جیسے: رُوَيْدَ، بَلْهَ، حَيَّهَلْ، عَلَيْكَ، دُوْنَكَ، هَا. یہ سب اسم ظاہر کو مفعول ہونے کی وجہ سے نصب کرتے ہیں۔ جیسے: رُوَيْدَ زَيْدًا اَیْ اَمْهِلْهُ (مہلت دے تو اس کو)۔

چوتھی قسم اسم فاعل جو حال یا استقبال کے معنیٰ میں ہوتا ہے اور فعل معروف جیسا عمل کرتا ہے بشرطیکہ اس کا اعتماد ایک ایسے "لفظ" پر ہو جو اس سے پہلے ہو۔ اور وہ لفظ یا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مبتدا ہوگا یا موصوف ہوگا یا اسم موصول ہوگا یا ذوالحال ہوگا یا ہمزۂ استفہام ہوگا یا حرفِ نفی ہوگا۔ جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوْہُ (زید کہ اس کا باپ کھڑا ہوتا ہے یا کھڑا ہوگا)۔

پانچویں قسم: اسم مفعول جو حال واستقبال کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔ فعل مجہول کا عمل کرتا ہے مذکورہ اعتماد کی شرط پر۔ جیسے: زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ.

ساتویں قسم: اسم تفضیل اور اس کا استعمال تین طریقہ سے ہے:

(۱) حرفِ "مِنْ" کے ساتھ جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو (زید عمرو سے افضل ہے)۔

(۲) الف لام کے ساتھ۔ جیسے: جَاءَنِیْ زَیْدُ نِ الْاَفْضَلُ (آیا میرے پاس افضل زید)۔

(۳) اضافت کے ساتھ جیسے: زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ (قوم میں زیادہ افضل ہے زید)۔

آٹھویں قسم: مصدر ہے بشرطیکہ مفعول مطلق نہ ہو اور وہ اپنے فعل کا عمل کرتا ہے اور اگر اس کا فعل متعدی ہے تو اس کا مصدر بھی فاعل کو رفع دے گا اور مفعول بہ کو نصب دے گا۔ جیسے: اَعْجَبَنِیْ ضَرْبٌ زَیْدٌ عَمْرًا.

نویں قسم: اسم مضاف ہے جو مضاف الیہ کو جر دیتا ہے۔ جیسے: جَاءَنِیْ غُلَامُ زَیْدٍ جاننا چاہیے کہ اس جگہ حقیقت میں لام محذوف ہے؛ کیونکہ اصل عبارت غُلَامٌ لِزَیْدٍ ہے۔

فائدہ: اضافت کی تین قسمیں ہیں:

(۱) اضافتِ لامیہ۔ جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ جو اصل میں غُلَامٌ لِزَیْدٍ تھا۔

(۲) اضافتِ فیہ یا اضافتِ ظرفیہ جیسے: صَلٰوۃُ اللَّیْلِ جو اصل میں صَلٰوۃٌ فِی اللَّیْلِ تھا۔

(۳) اضافتِ منیہ یا بیانیہ جیسے: خَاتَمُ فِضَّۃٍ جو اصل میں خَاتَمٌ مِّنْ فِضَّۃٍ تھا۔

دسویں قسم: وہ اسم ہے جس کا آخر اس انداز پر ہو جس کے ہوتے ہوئے اس کو مضاف نہیں بنایا جا سکتا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کَمْ دو قسم پر ہے: (۱) استفہامیہ (۲) خبریہ

کم استفہامیہ تمیز کو نصب دیتا ہے اور کَذَا بھی جیسے: کَمْ رَجُلًا عِنْدَکَ اور عِنْدِیْ کَذَا دِرْهَمًا.

اور کَم خبریہ تمیز کو جر دیتا ہے۔ جیسے: کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ اور کَم دَارٍ بَنَیْتُ.

اور کبھی مِنْ حرفِ جر کَم خبریہ کی تمیز پر آتا ہے جیسے: اللہ تعالیٰ کا قول کَمْ مِّنْ مَّلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ الآیة.

دوسری قسم عواملِ معنوی

جان لیجیے کہ عواملِ معنوی دو قسم پر ہیں:

پہلی قسم: ابتداء یعنی اسم کا خالی ہونا عواملِ لفظی سے۔

ابتداء مبتداء اور خبر کو رفع کرتا ہے۔ جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ یہاں کہتے ہیں کہ زَیْدٌ مبتداء ہے اور وہ مرفوع ہے ابتداء کی وجہ سے اور قَائِمٌ خبر ہے اور وہ بھی مرفوع ہے ابتداء کی وجہ سے۔

دوسری قسم: فعل مضارع کا خالی ہونا ناصب و جازم سے یہ خالی ہونا ہی فعل مضارع کو رفع کرتا ہے اس کو بھی ابتداء کہتے ہیں۔ جیسے: یَضْرِبُ زَیْدٌ یہاں یَضْرِبُ فعل مضارع مرفوع ہے؛ اس لیے کہ وہ ناصب و جازم سے خالی ہے۔

اس میں تین فصلیں ہیں:

پہلی فصل توابع کے بیان میں:

جان لیجیے کہ تابع ہر اس دوسرے لفظ کو کہتے ہیں جو اپنے پہلے لفظ کے اعراب کے ساتھ موصوف ہو اور اعراب کی وجہ بھی ایک ہو۔ اور پہلے لفظ کو متبوع کہتے ہیں۔ اور دوسرے لفظ کو تابع کہتے ہیں اور تابع کا حکم یہ ہے کہ ہمیشہ اعراب میں متبوع کے موافق ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تابع کی پانچ قسمیں ہیں:

پہلی قسم صفت: ہے، اور وہ، وہ تابع ہے جو اس وصف پر دلالت کرے جو متبوع میں ہو۔ جیسے: جَاءَ نِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ یا اَبُوْهُ (آیا میرے پاس ایسا مرد جس کا غلام یا باپ حسین ہے)۔

پہلی قسم صفت دس چیزوں میں متبوع کی موافقت کرے گی (جن میں سے چار چیزیں بہ یک وقت پائی جائیں گی)۔ اور وہ دس چیزیں یہ ہیں: (۱) معرفہ (۲) نکرہ (۳) مذکر (۴) مؤنث (۵) واحد (۶) تثنیہ (۷) جمع (۸) رفع (۹) نصب (۱۰) جر۔

چار چیزیں جو بہ یک وقت پائی جائیں گی وہ یہ ہیں: (۱) معرفہ نکرہ میں سے ایک، (۲) مذکر مؤنث میں سے ایک، (۳) واحد تثنیہ میں سے ایک، (۴) رفع، نصب اور جر میں سے ایک۔ جیسے: عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ.

دوسری قسم تاکید: ہے، اور وہ ایسا تابع ہے کہ متبوع کے حال کو ثابت اور مضبوط کرے نسبت میں یا شمول میں تاکہ سننے والے کو شک نہ رہے۔

تاکید دو قسم پر ہے: (۱) تاکید لفظی (۲) تاکید معنوی

تاکید لفظی تکرارِ لفظ سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسے: زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ، ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ، اِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ.

اور تاکید معنوی چند مخصوص الفاظ سے ہوتی ہے۔ اس کے لیے آٹھ الفاظ مقرر ہیں:

(۱) نَفْسٌ (۲) عَیْنٌ (۳) کِلَا (۴) کِلْتَا (۵) کُلٌّ (۶) اَجْمَعُ (۷) اَکْتَعُ (۸) اَبْتَعُ (۹) اَبْصَعُ. جیسے: جَاءَ نِیْ زَیْدٌ نَفْسُهٗ، جَاءَ نِی الزَّیْدَانِ اَنْفُسُهُمَا، جَاءَ نِی الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ.

تیسری قسم بدل: بدل وہ تابع ہے کہ نسبت میں وہی مقصود ہو نہ کہ متبوع؛ بلکہ متبوع کو صرف تمہید کے لیے ذکر کیا گیا ہو۔ جیسے: جَاءَ نِیْ الْعَلَّامَةُ اِبْرَاهِیْمُ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(میرے پاس علامہ ابراہیم آئے)۔

بدل چار قسم پر ہے:

(۱)بدل الکل (۲)بدل البعض (۳)بدل الاشتمال (۴)بدل الغلط

بدل الکل: وہ بدل ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کا مدلول ہو یعنی دونوں کا مصداق ایک ہو۔ جیسے: جَاءَ نِیْ زَیْدٌ اَخُوْکَ (آیا میرے پاس زید تیرا بھائی)۔

بدل البعض: وہ بدل ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کا جز ہو۔ جیسے: ضُرِبَ زَیْدٌ رَأْسُهٗ (زید کہ اس کا سر پیٹا گیا)۔

بَدْلُ الاِشْتِمَال: وہ بدل ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کا متعلق ہو۔ جیسے: سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُهٗ (زید کہ اس کا کپڑا چھینا گیا)۔

بدل الغلط: وہ بدل ہے جو غلطی کے بعد صحیح لفظ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہو۔ جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ گزرا میں ایک مرد کے پاس سے (نہیں نہیں) گدھے کے پاس سے۔

چوتھی قسم عطف بہ حرف: عطف بہ حرف وہ تابع ہے جو نسبت میں مقصود ہو اپنے متبوع کے ساتھ ایک حرفِ عطف کے بعد (یعنی تابع، متبوع دونوں نسبت میں مقصود ہوں) جیسے: جَاءَ نِیْ زَیْدٌ و عمروٌ میرے پاس زید اور عمرو دونوں آئے (اور دونوں آمد میں مقصود بھی ہیں)۔

پانچویں قسم عطف بیان: اور وہ، وہ تابع ہے کہ صفت کا صیغہ تو نہ ہو؛ مگر اپنے متبوع کو روشن کر دے۔ جیسے: اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ اس وقت بولتے ہیں جب عَلَمَ کے ساتھ زیادہ مشہور ہو۔

دوسری فصل منصرف اور غیر منصرف کے بیان میں:

غیر منصرف: وہ اسم معرب ہے کہ اسبابِ منع صرف میں سے دو سبب اس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

میں پائے جائیں یا ایسا ایک سبب پایا جائے جو دو سببوں کے قائم مقام ہو۔ اور اسبابِ منع صرف نو ہیں: عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزن فعل، اور الف نون زائدتان۔

منصرف: وہ اسم معرب ہے، جس میں اسبابِ منع صرف کے اسباب میں سے کوئی سبب نہ ہو۔ جیسے: زَیْدٌ.

تیسری فصل حروفِ غیر عاملہ کے بیان میں:

اور وہ سولہ قسم پر ہیں:

پہلی قسم: حروفِ تنبیہ اور وہ تین ہیں: اَلَا، اَمَا، هَا. جیسے: اَلَا زَیْدٌ قَائِمٌ (ہوشیار! زید کھڑا ہے) اَمَا زَیْدٌ مُسْتَیْقِظٌ (ہوشیار! زید بیدار ہے) هَا الْمُدِیْرُ فِي الْجَامِعَةِ (ہوشیار! مہتمم صاحب جامعہ میں ہیں)۔

دوسری قسم: حروفِ ایجاب ہیں اور وہ چھ ہیں: نَعَمْ، بَلٰی، اَجَلْ، جَیْرِ، اِیْ اور اِنَّ.

تیسری قسم: حروفِ تفسیر ہیں اور وہ دو ہیں: اَیْ اور اَنْ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول: نَادَیْنَاهُ اَنْ یّٰاِبْرَاهِیْمُ اور جیسے: جَاءَ نِیْ رَجُلٌ اَیْ زَیْدٌ.

چوتھی قسم: حروفِ مصدریہ اور وہ تین ہیں: مَا، اَنْ اَنَّ.

مَا اور اَنْ فعل میں جاتے ہیں اور فعل کو مصدر کے معنیٰ میں کر دیتے ہیں۔ جیسے: اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمُ اَیْ قِیَامَکَ اور ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ اَیْ بِرُحْبِهَا.

پانچویں قسم: حروفِ تحضیض اور وہ چار ہیں: اَلَّا، هَلَّا، لَوْ جَلَا، لَوْمَا.

چھٹی قسم: حرفِ توقع اور وہ صرف قَدْ ہے، جب ماضی پر آئے تو تحقیق مضمون کے لیے ہوتا ہے اور ماضی کو حال کے قریب بھی کر دیتا ہے۔ جیسے: قَدْ ضَرَبَ زَیْدٌ (تحقیق زید نے مارا ہے) اور فعلِ مضارع کو عام طور پر تقلیل کے معنیٰ میں کر دیتا ہے، جیسے: اَلْجَوَادُ قَدْ یَبْخَلُ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ساتویں قسم: حروفِ استفہام اور وہ تین ہیں: مَا، اَ، هَلْ.

یہ حروف کسی بات کے معلوم کرنے کے لیے جملہ کے شروع میں آتے ہیں۔ جیسے: مَااسْمُکَ تیرا نام کیا ہے۔

آٹھویں قسم: حرفِ ردع اور وہ کَلَّا ہے جو مخاطب کو ڈانٹنے اور دھمکانے کے لیے یا مخاطب کو کسی بات سے روکنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: وَاَمَّا اِذَامَابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّیْ اَهَانَنْ كَلَّا اَیْ لَايَتَكَلَّمُ بِهٰذَا.

نویں قسم تنوین: اور وہ پانچ ہیں:

(۱) تنوین تمکن۔ جیسے: زَيْدٌ.

(۲) تنوین تنکیر۔ جیسے: صَهٍ اَیْ اُسْكُتْ سُكُوْتًا مَّافِیْ وَقْتٍ مَّا (تو کسی بھی وقت تھوڑا سا چپ رہ) لیکن صَهْ بغیر تنوین کے اس کے معنیٰ ہیں اُسْكُتِ السُّكُوْتَ الْآنَ (تو اِس وقت چپ رہ)۔

(۳) تنوینِ عوض جیسے: يَوْمَئِذٍ اصل میں يَوْمَ اِذْ كَانَ كَذَا تھا تو كَانَ كَذَا کو حذف کر کے اس کے عوض اور بدلہ میں اِذْ میں تنوین رکھ دی اسی طرح حِيْنَئِذٍ، سَاعَتَئِذٍ وغیرہ ہیں۔

(۴) تنوین مقابلہ۔ جیسے: مُسْلِمَاتٌ۔ مُسْلِمَاتٌ یہ مُسْلِمُوْنَ جمع مذکر سالم کی فرع ہے تو مسلمون کے واؤ کے مقابلہ میں الف آ گیا؛ مگر مُسْلِمُوْنَ کے نون کے مقابلہ میں کوئی حرف نہیں تھا؛ اس لیے اس کے مقابلہ میں تنوین رکھ دی گئی اور ''ت'' تو علامتِ تانیث ہے، وہ کسی کے مقابلہ میں نہیں ہے۔

(۵) تنوین ترنم جو اشعار کے آخر میں آتی ہے، جیسے:

اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ ❁ وَقُوْلِیْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

دسویں قسم: نونِ تاکید اور وہ دو ہیں: (۱) نونِ ثقیلہ (۲) نونِ خفیفہ۔ دونوں فعل

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مضارع، امر اور نہی کے آخر میں آتے ہیں۔ جیسے: یَضْرِبَنَّ، یَضْرِبَنْ، اِضْرِبَنَّ اِضْرِبَنْ، لَاتَضْرِبَنَّ لَاتَضْرِبَنْ.

گیارہویں قسم: حروفِ زائد اور وہ آٹھ ہیں: اِنْ، اَنْ، مَا، لَا، مِنْ، کَاف، با، لام.

بارہویں قسم: حروفِ شرط اور وہ دو ہیں: (۱) اَمَّا (۲) لَوْ.

اَمَّا ماقبل کے اجمال کی تفصیل کے لیے آتا ہے اور اس کے جواب میں فاء کا لانا واجب ہے۔ جیسے: اللہ تعالیٰ کا قول فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ.

تیرہویں قسم: لَوْلَا حرفِ شرط ہے اور وہ موضوع ہے انتفائے ثانی کے واسطے اوّل موجود ہونے کے سبب سے۔ (لَوْلَا برائے انتفائے ثانی بسبب وجودِ اوّل کے) جیسے: لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ.

چودھویں قسم: لامِ مفتوحہ جو تاکید کے واسطے ہے۔ جیسے: لَزَيْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو.

پندرہویں قسم: مَا بمعنیٰ مَادَامَ ہے۔ یعنی لفظ ''ما'' یہ مَادَامَ کے معنیٰ میں ہے۔ اس کو مَا حینیہ اور ظرفیہ مصدریہ بھی کہتے ہیں؛ کیونکہ اس کے اندر ظرف اور مصدر کے معنیٰ پائے جاتے ہیں (اسی وجہ سے اس سے پہلے اس کے عامل کا ذکر ضروری ہے جس کا یہ ظرف بنے) جیسے: اَقُوْمُ مَاجَلَسَ الْاَمِيْرُ اَیْ اَقُوْمُ وَقْتَ جُلُوْسِ الْاَمِيْرِ.

سولہویں قسم: حروفِ عطف اور وہ دس ہیں: وَاؤ، فاء، ثُمَّ، حتّٰی، اِمَّا، اَو، اَمْ، لَا، بَلْ، لٰکِنْ.

مستثنیٰ کی بحث

جان لیجیے کہ مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو اِلَّا یا اس کے اخوات (ہم معنیٰ کلمات) کے بعد واقع ہو، تاکہ ظاہر ہو جائے کہ مستثنیٰ کی طرف وہ حکم منسوب نہیں ہے جو اس کے ماقبل کی طرف منسوب ہے (اِلَّا کے اخوات یہ ہیں: غیر، سوٰی، سِوَاءَ، حَاشَا، خَلَا،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

عَدَا، مَاخَلَا، مَاعَدَا، لَیْسَ، لَایَکُوْنُ)۔

مستثنیٰ دو قسم پر ہے: (۱) متصل (۲) منقطع

متصل: وہ مستثنیٰ ہے کہ اسے متعدد سے نکالا جائے۔ لفظ اِلَّا یا اس کے اخوات کے ذریعہ۔ جیسے: جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا (آئی میرے پاس قوم مگر زید) یہاں زید قوم میں فرد ہونے کی حیثیت سے داخل تھا؛ مگر آنے کے حکم سے خارج کر دیا گیا۔

منقطع وہ مستثنیٰ ہے جو اِلَّا اور اس کے اخوات کے بعد ذکر کیا جائے مگر اس کو متعدد سے خارج نہ کیا جائے؛ اس لیے کہ وہ مستثنیٰ منہ میں داخل ہی نہیں ہے۔ جیسے: جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا (آئی میرے پاس قوم مگر گدھا) حمار قوم میں داخل ہی نہیں تھا۔

جان لیجیے مستثنیٰ کا اعراب چار قسم پر ہے۔

پہلی قسم: وہ مستثنیٰ جو اِلَّا کے بعد کلامِ موجب میں واقع ہو تو مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوگا۔ جیسے: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا (کلامِ موجب وہ کلام ہے کہ جس میں نفی نہی اور استفہام نہ ہو)۔

اگر مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ پر مقدم کر دیا جائے تو مستثنیٰ منصوب ہوگا۔ جیسے: مَاجَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ. اسی طرح مستثنیٰ منقطع بھی ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا. اسی طرح مَاعَدَا، مَاخَلَا، لَیْسَ اور لَایَکُوْنُ کے بعد مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔ اور خَلَا اور عَدَا کے بعد اکثر علماء نحو کے مذہب پر منصوب ہوتا ہے۔

دوسری قسم: یہ ہے کہ مستثنیٰ کلامِ غیر موجب میں اِلَّا کے بعد واقع ہو، اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو تو اس میں دو صورتیں جائز ہیں: (۱) نصب استثناء کی بنا پر، (۲) یا اعراب ماقبل سے بدل ہونے کی بنا پر جیسے: مَاجَاءَ نِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدٌ میں رفع اَحَدٌ سے بدل مان کر اور مَاجَاءَ نِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا میں زَیْدٌ کا نصب استثناء کی بنا پر۔

تیسری قسم: یہ ہے کہ مستثنیٰ مفرغ ہو یعنی کلامِ غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مذکر نہ ہو، تو اس وقت مستثنیٰ کا اعراب حسبِ عواملِ ماقبل بدلتا رہے گا۔ جیسے: مَاجَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْدٌ، مَارَأَیْتُ اِلَّا زَیْدًا، مَامَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ.

چوتھی قسم: یہ ہے کہ مستثنیٰ لفظ غیر، سِوٰی سِوَاء کے بعد واقع ہو تو مستثنیٰ کو مجرور پڑھا جائے گا۔ جیسے: مَاجَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ و سِوٰی زَیْدٍ وَسِوَاءَ زَیْدٍ اور حَاشَا کے بعد اکثر علماء کے مذہب پر مجرور پڑھا جائے گا۔ جیسے: مَاجَاءَ نِی الْقَوْمُ حَاشَا زَیْدٍ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۱)، ہدایۃ النحو ...ص (۴)

فَحَدُّ الْاِسْمِ: كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا، غَيْرُ مُقْتَرِنٍ بِأَحَدِ الْأَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ –أَعْنِي الْمَاضِيْ وَالْحَال وَالْاِسْتِقْبَال–؛ كـ "رَجُل" وَ "علم".

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) عبارت کا مطلب لکھتے ہوئے عبارت کے ہر ہر جزء کو واضح کریں۔

جواب

(الف) ترجمة

پس اسم کی تعریف (یہ ہے کہ اسم): ایسا کلمہ ہے جو دلالت کرے ایسے معنیٰ پر جو اس کی ذات میں ہوں، درانحالیکہ ملے ہوئے نہ ہوں (وہ معنیٰ) تینوں زمانوں میں سے کسی زمانہ کے ساتھ۔ مراد لیتا ہوں میں ماضی، حال اور مستقبل کو۔ جیسے: رَجُلٌ (مرد) اور عِلْمٌ (جاننا)۔

(ب) عبارت کا مطلب:

قولہ: فحد الاسم الخ: یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ کلمہ کی تینوں قسموں اور ان کی دلیلِ حصر سے فارغ ہوکر، دوبارہ تینوں قسموں کی تعریف اور ان کی علامات کو بیان فرمارہے ہیں، تعریفات کو دوبارہ ذکر کرنا طلبہ کی رعایت میں ہے، کہ کچھ طلبہ اعلیٰ، کچھ ادنیٰ اور کچھ متوسط ہوتے ہیں، ان سب کی رعایت میں تعریفات کو ذکر کررہے ہیں، اور علامتوں کو اس لیے بیان کیا ہے تاکہ اسم، فعل اور حرف میں سے ہر ایک کی معرفت واضح طور پر ہوجائے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

فائدہ: حد اس تعریف کو کہتے ہیں جس میں جامعیت اور مانعیت ہو، یہاں حد منطقی مراد نہیں ہے۔

اسم کی تعریف: اسم وہ کلمہ ہے جو ایسے معنیٰ پر دلالت کرے جو اس کی ذات میں ہوں، اور وہ معنیٰ تینوں زمانوں میں سے کسی زمانے کے ساتھ ملے ہوئے نہ ہوں، جیسے: رجل (مرد)، علم (جاننا)، یہ دونوں اسم ہیں؛ اس لیے کہ یہ مستقل معنیٰ پر دلالت کرتے ہیں اور وہ معنیٰ تینوں زمانوں میں سے کسی زمانے کے ساتھ ملے ہوئے نہیں ہیں۔

قولہ: معنیٰ في نفسها: (وہ معنیٰ جو نفس کلمہ میں ہوں) اس سے مراد ایسے مستقل معنیٰ ہیں جو دوسرے کلمے کے ملائے بغیر سمجھ میں آجائیں۔

قولہ: غير مقترن بأحد الأزمنة الثلاثة: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ میں وضع کے اعتبار سے زمانہ، نہ پایا جاتا ہو، خواہ بعد میں چل کر استعمال میں زمانہ آگیا ہو۔ پس اسماء افعال، اسم فاعل اور اسم مفعول وغیرہ باوجودیکہ ان میں زمانہ پایا جاتا ہے، اسم کی تعریف میں داخل ہیں؛ اس لیے کہ جب واضع نے ان کو وضع کیا تھا اس وقت میں ان میں زمانہ ملحوظ نہیں تھا، بعد میں چل کر استعمال میں ان کے اندر زمانہ آگیا۔

اور افعالِ مقاربہ اور افعالِ مدح وذم باوجودیکہ ان میں زمانہ نہیں پایا جاتا ہے؛ اس لیے کہ افعالِ مقاربہ فاعل کو خبر سے قریب کرنے اور افعالِ مدح وذم فاعل کی تعریف اور برائی بیان کرنے کے لیے آتے ہیں، اسم کی تعریف میں داخل نہیں ہوں گے؛ اس لیے کہ وضع کے وقت ان میں زمانہ کا لحاظ کیا گیا تھا، جو بعد میں چل کر ختم ہوگیا۔

محل امتحان نمبر (۲)، ہدایۃ النحو ... ص (۷)

اَلْإِسْنَادُ نِسْبَةُ إِحْدَى الْكَلِمَتَيْنِ إِلَى الْأُخْرىٰ بِحَيْثُ تُفِيْدُ الْمُخَاطَبَ فَائِدَةً تَامَّةً يَصِحُّ السُّكُوْتُ عَلَيْهَا نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وَقَامَ زَيْدٌ وَيُسَمّٰى جُمْلَةً، فَعُلِمَ أَنَّ الْكَلَامَ يَحْصُلُ إِلَّا مِنْ اِسْمَيْنِ نَحو زَيْدٌ قَائِمٌ وَيُسَمّٰى جُمْلَةً إِسْمِيَّةً اَوْمِنْ فِعْلٍ وَاِسْمٍ نَحْو قَامَ زَيْدٌ وَيُسَمّٰى جُمْلَةً فِعْلِيَّةً.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) کلام اور اسناد کی تعریف کریں۔

(ج) حصولِ کلام کی دو ہی صورتیں کیوں ہیں؟

جواب

(الف) ترجمہ:

اسناد دو کلموں میں سے ایک کی نسبت کرنا ہے دوسرے کی طرف اس طور پر کہ وہ فائدہ دے مخاطب کو ایسا فائدہ تامہ جس پر (متکلم کا) خاموش ہونا درست ہو جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ اور قَامَ زَيْدٌ اور نام رکھا جاتا ہے اس کا جملہ۔

(ب) کلام اور اسناد کی تعریف:

کلام کی تعریف: کلام ایسا لفظ ہے جو دو کلموں کو اسناد کے ساتھ شامل ہو، جیسے: زید قائم.

اسناد کی تعریف: اسناد کہتے ہیں دو کلموں میں سے ایک کی دوسرے کی طرف نسبت کرنا اس طور پر کہ وہ مخاطب کو ایسا فائدہ تامہ دے جس پر متکلم کا خاموش ہونا درست ہو۔ اس طور پر کہ مخاطب کو فائدہ تامہ پہنچائے۔

(ج) حصولِ کلام کی دو ہی صورتیں کیوں ہیں؟

حصولِ کلام کی دو ہی صورتیں اس لیے ہیں کہ حصولِ کلام کی چھ صورتوں میں سے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بقیہ چار صورتوں میں ایک ساتھ مسند اور مسند الیہ نہیں پائے جاتے۔ بعض صورتوں میں صرف مسند اور بعض میں مسند الیہ۔

محل امتحان نمبر (۳)، ہدایۃ النحو ...ص (۸)

اَلْاِسْمُ الْمُعْرَبُ وَهُوَ كُلُّ اسْمٍ رُكِّبَ مَعَ غَيْرِهٖ وَلَايُشْبِهُ مَبْنِيَّ الْأَصْلِ. وَحُكْمُهُ أَنْ يَخْتَلِفَ اٰخِرُهٗ بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ اِخْتِلَافًا لَفْظِيًّا نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ رَأَيْتُ زَيْدًا اَوْمَرَرْتُ بِزَيْدٍ اَوْتَقْدِيْرًا نَحْوُ جَاءَنِيْ مُوْسٰى وَرَأَيْتُ مُوْسٰى وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰى.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) ترکیب مع الغیر کی مراد لکھ کر عبارت کا مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمۃ:

اسم معرب ہر ایسا اسم ہے جو اپنے علاوہ کے ساتھ مرکب ہو، اور مبنی الاصل سے مشابہت نہ رکھتا ہو، اسم معرب کا حکم یہ ہے کہ بدل جائے اس کا آخر عوامل کے بدلنے سے خواہ یہ بدلنا لفظی ہو، جیسے: جاء نی زید ورأیت زیداً ومررتُ بزیدٍ یا وہ بدلنا تقدیراً ہو، جیسے: جاء نی موسٰی ورأیتُ موسٰی ومررتُ بموسٰی.

(ب) ترکیب مع الغیر کی مراد اور عبارت کا مطلب:

ترکیب مع الغیر کی مراد کہ اپنے غیر کے ساتھ مرکب ہو کی مراد یہ ہے کہ وہاں عامل

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

موجود ہو خواہ وہ غیر خود عامل ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز عامل ہو جیسا کہ مبتداء اور خبر میں ابتداء عامل ہوتا ہے۔

یہاں سے اسم معرب کی تعریف کر رہے ہیں کہ اسم معرب ہر وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب ہو اس طور پر کہ وہاں عامل موجود ہو (خواہ وہ غیر خود عامل ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز عامل ہو) اور مبنی الاصل سے مشابہت نہ رکھتا ہو۔ جیسے: قام زید میں زید معرب ہے، اس لیے کہ یہ اپنے غیر قام کے ساتھ مرکب ہے، اس طور پر کہ یہاں قام خود عامل موجود ہے، اور مبنی الاصل سے مشابہت نہیں رکھتا۔

وحُکمه: سے حکم بیان کر رہے ہیں۔ معرب کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر عوامل کے بدلنے سے بدلتا رہے، خواہ بدلنا لفظی ہو، یا حقیقۃً ہو۔ جیسے: جاء نی زیدٌ، رأیتُ زیداً مررتُ بزیدٍ میں زید معرب کے آخر میں عوامل کے بدلنے سے حقیقۃً لفظی اختلاف ہو رہا ہو یا حکماً جیسے: رأیتُ اَحمد، مررتُ باحمد میں احمد معرب کے آخر میں حکماً لفظی اختلاف ہو رہا ہے؛ اس لیے کہ "باحمد" میں احمد کا فتحہ حالتِ جری میں ہونے کی وجہ سے کسرے کے حکم میں ہے۔

یا وہ بدلنا تقدیری ہو، یا تو حقیقۃً۔ جیسے: جاء نی موسٰی، رأیتُ موسٰی، مررتُ بموسٰی میں موسیٰ معرب کے آخر میں حقیقۃً تقدیری اختلاف ہو رہا ہے یا حکماً۔ جیسے: رأیتُ حبلٰی، مررتُ بحبلٰی میں حبلٰی معرب کے آخر میں حکماً تقدیری اختلاف ہو رہا ہے؛ اس لیے کہ بِحُبلٰی میں حُبلٰی پر فتحہ تقدیری ہے جو کسرہ تقدیری کے حکم میں ہے۔

مبنی الاصل کا مطلب یہ ہے کہ جو اصل کے اعتبار سے مبنی ہو، کسی دوسرے کی مشابہت کی وجہ سے مبنی نہ ہو۔ جیسے: قامَ (فعل ماضی) کہ یہ اپنی اصل کے اعتبار سے مبنی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اختلافِ لفظی کا مطلب یہ ہے کہ عامل کے بدلنے سے لفظ بدلتا رہے۔ جیسے: مورث بزید میں زید معرب کے آخر میں عوامل کے بدلنے سے زید بدلتا رہتا ہے۔

اختلافِ تقدیری کا مطلب یہ ہے کہ عوامل کے بدلنے سے لفظ۔

محل امتحان نمبر (۴)، ہدایۃ النحو ...ص (۸)

فَصْلٌ فِي تَعْرِيْفِ الْاِسْمِ الْمُعْرَب: وَهُوَ كُلُّ اِسْمٍ رُكِّبَ مَعَ غَيْرِهٖ وَلَايُشْبَهُ مَبْنِيَّ الْأَصْلِ اعنى الحرفَ وَالْأَمْرَ الْحَاضِرَ وَالْمَاضِي، نَحْوُ زَيْدٌ في قام زَيْدٌ لَازَيْدٌ وحدهٗ لِعَدَمِ التَّرْكِيْبِ، وَلَاهٰؤُلَاءِ فِيْ قَامَ هٰؤُلَاءِ لِوُجُوْدِ الشِّبْهِ، وَيُسَمّٰى مُتَمَكِّنًا.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھتے ہوئے بتلایئے کہ مبنی الاصل سے مشابہت کا مفہوم واضح کریں اور بتایئے کہ تنہا زید اور قام ھؤلاءِ معرب کیوں نہیں ہے؟

جواب

(الف) ترجمہ:

یہ فصل ہے اسم معرب کی تعریف کے بیان میں، اور اسم معرب ہر ایسا اسم ہے جو اپنے علاوہ کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی الاصل سے مشابہت نہ رکھتا ہو، مراد لیتا ہوں حرف، امر حاضر اور فعل ماضی کو۔ جیسے: قام زید میں زید، نہ کہ تنہا زید۔ ترکیب کے نہ ہونے کی وجہ سے، اور نہ قَامَ هٰؤُلَاءِ میں هٰؤُلَاءِ حرف کے ساتھ مشابہت کے پائے جانے کی وجہ سے، اور نام رکھا جاتا ہے اس کا اسم متمکن۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) مطلب اور مبنی الاصل سے مشابہت کا مفہوم اور تنہا زیدٌ اور قام هؤلاءِ معرب کیوں نہیں ہے؟

فصل في تعريف: یہاں سے مصنف اسم معرب کی تعریف ذکر فرمارہے ہیں۔

اسم معرب کی تعریف: اسم معرب وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب ہو اس طور پر کہ وہاں عامل موجود ہو (خواہ وہ غیر خود عامل ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز عامل ہو) اور مبنی الاصل سے مشابہت نہ رکھتا ہو۔ جیسے: قامَ زیدٌ میں زید معرب ہے؛ اس لیے کہ یہ اپنے غیر قام کے ساتھ مرکب ہے۔ تو گویا اسم معرب کے دو جزو ہیں: (۱) ترکیب مع الغیر (۲) لایشبہ مبني الأصل، لہٰذا اگر معرب کی تعریف میں یہ دونوں جز پائے جائیں گے تو اسم معرب ہوگا ورنہ مبنی ہوگا مثلاً اگر مرکب نہ ہو۔ جیسے: تنہا زید، عمر، بکر الف، باء تاء وغیرہ یا مرکب ہو؛ لیکن وہاں عامل موجود نہ ہو۔ جیسے: غلام زید میں غلام، یا مرکب بھی ہو اور وہاں عامل بھی موجود ہو؛ لیکن دوسرا جزء نہ پایا جائے یعنی مبنی الاصل سے مشابہت رکھتا ہو۔ جیسے: قام هؤلاء میں هؤلاءِ حرف مبنی الاصل سے مشابہت رکھتا ہے، تو ان تمام صورتوں میں اسم مبنی ہوگا، معرب نہیں ہوگا۔

مبنی الاصل سے مشابہت نہ رکھتا ہو کا مطلب یہ ہے کہ جو اپنی اصل کے اعتبار سے مبنی ہو کسی دوسرے کی مشابہت کی وجہ سے مبنی نہ ہو اور یہ تین چیزیں ہیں: (۱) فعل ماضی (۲) امر حاضر معروف (۳) تمام حروف۔

تنہا زَیْدٌ میں چونکہ مرکب نہیں ہے؛ اس لیے مبنی ہوگا اور تنہا قام هؤلاءِ میں چونکہ یہ مبنی الاصل سے مشابہت رکھتا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۵)، ہدایۃ النحو ...ص (۱۴)

أَمَّاالْعَدْلُ فَهُوَ تَغَيُّرُ اللَّفْظِ مِنْ صِيغَتِهِ الْأَصْلِيَّةِ إِلٰى صِيغَةٍ أُخْرٰى تَحْقِيقًا اَوْتَقْدِيرًا وَلَايَجْتَمِعُ مَعَ وَزْنِ الْفِعْلِ أَصْلًا، وَيَجْتَمِعُ: مَعَ الْعَلَمِيَّةِ، ک: عُمَرَ وَزُفَرَ، وَمَعَ الْوَصْفِ ک: ثلاث ومثلث وأُخَرَ وجمع.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) عدل کی تعریف کریں۔

(د) عدل تحقیقی اور تقدیری کی تعریف کر کے متعین کریں کہ کون کون عدل تحقیقی کی مثال ہیں اور کون کون عدل تقدیری کی مثال ہیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

بہرحال عدل: تو وہ لفظ کا نکلنا ہے اپنے اصلی صیغے سے دوسرے صیغے کی طرف، خواہ یہ نکلنا تحقیقاً ہو یا تقدیراً، اور جمع نہیں ہوتا ہے عدل ونون فعل کے ساتھ بالکل، اور جمع ہوجاتا ہے علمیت کے ساتھ، جیسے عمر اور زفر اور وصف کے ساتھ جیسے: ثلاث، مثلث، أُخر اور جمع۔

(ب) مطلب:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ اسبابِ تسعہ میں سے عدل کو بیان کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ عدل کہتے ہیں اسم کا بغیر کسی قاعدہ صرفیہ کے اپنے اصلی صیغے (یعنی ایسے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

صیغے سے جو کسی اصل اور قاعدے کی طرف منسوب ہو) نکل کر دوسرے صیغے کی طرف چلے جانا اس طرح کہ مادہ کے حروف باقی رہیں۔ جیسے: ثلث اور مثلث تحقیقاً اور تقدیراً سے مصنف علیہ الرحمہ بتانا چاہتے ہیں کہ عدل کی دو قسمیں ہیں: (۱) عدل تحقیق (۲) عدل تقدیری۔

عدل تحقیقی وہ عدل ہے جس میں اصل یعنی معدول عنہ پر غیر منصرف پڑھنے کے علاوہ کوئی واقعی دلیل موجود ہو۔ جیسے: ثلاث مثلث، اُخر اور جُمَعُ عدل تحقیقی اور وصف کی وجہ سے غیر منصرف ہیں اس لیے کہ ان کے معدول عنہ پر غیر منصرف پڑھنے کے علاوہ دلیل موجود ہے؛ چنانچہ ثلث اور مثلث ثلاثۃ ثلاثۃ سے معدول ہیں اور دلیل یہ ہے کہ ان دونوں میں معنیٰ کا تکرار ہے؛ اس لیے کہ ان کے معنیٰ تین تین کے ہیں اور معنیٰ کا تکرار لفظ کے تکرار پر دلالت کرتا ہے، نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ انہیں تینوں میں سے کسی ایک سے معدول ہے۔

عدل تقدیری وہ عدل ہے جس میں اصل یعنی معدول عنہ کے وجود پر غیر منصرف پڑھنے کے علاوہ کوئی واقعی دلیل موجود نہ ہو، جیسے: عمر اور زُفر عدل تقدیری اور علم کی وجہ سے غیر منصرف ہے، عمر عامر سے اور زفر زافر سے؛ چونکہ اہلِ عرب کے ان کو غیر منصرف پڑھنے کے علاوہ، ان کے معدول عنہ پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے؛ اس لیے ان میں عدلِ تقدیری مان لیا گیا ہے کہ تنہا علمیت کی وجہ سے کلمہ کا غیر منصرف پڑھنا لازم نہ آئے۔

ولا یجتمع: سے مصنف علیہ الرحمہ ایک ضابطہ بیان فرمارہے ہیں کہ عدل وزن کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا یعنی ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی اسم عدل اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہو وجہ یہ ہے کہ عدل کے چھ اوزان ہیں: (۱) فَعَلُ جیسے: سَحَرُ (۲) فَعَالُ جیسے: قَطَامُ (۳) فُعَالُ. پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں ثلاثۃ ثلاثۃ سے معدل ہیں۔ اُخر

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

"الآخر" یا آخر "من" سے معدول ہیں اور دلیل یہ ہے کہ اُخَر، اخریٰ کی جمع ہے اور اُخریٰ آخر اسم تفضیل کی مؤنث ہے، اور قاعدہ ہے کہ اسم تفضیل کا استعمال تین طرح سے ہوتا ہے: (۱) الف لام کے ساتھ (۲) من کے ساتھ (۳) اضافت کے ساتھ۔ چونکہ آخران میں سے کسی کے ساتھ مستعمل نہیں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ اُخَرُ یا اُخَرُ من سے معدول ہے۔

جُمَعُ: جَمَاعٰی یا جمعاوات یا جُمْعٌ سے معدول ہے اور دلیل یہ ہے کہ جُمَعُ، جمعاء بروزن فعلاء کی جمع ہے، اور جمعاء اجمع کا مؤنث ہے اور جو مؤنث فَعْلَاء وزن پر ہو اس کی جمع کے سلسلے میں قاعدہ یہ ہے کہ اگر وہ اسم ذات ہو تو اس کی جمع فَعَالٰی اور فعلاوات کے وزن کی ہے۔ اور اگر اسم صفت ہو تو اس کی جمع "فُعْلٌ" کے وزن پر آتی ہے، جبکہ جمع ان تینوں میں سے کسی کے وزن پر ثُلَاثُ (۴) مَفْعَلُ جیسے مثلث (۵) فُعَلُ جیسے اُخَرُ (۶) فَعْلُ جیسے أَمْسُ اور چھ اوزان میں سے کوئی فعل کا وزن نہیں ہے۔

ویجتمع: عدل: علمیت اور وصف کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے اوّل کی مثال۔ جیسے: عُمَرُ اور زُفَر یہ عدل تقدیری اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے، ثانی کی مثال۔ جیسے: ثلاث اور مثلث، اُخَرُ اور جُمَعُ یہ عدل تحقیقی اور وصف کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔

(ج) عدل کی تعریف:

(د) عدل تحقیقی اور تقدیری کی تعریف اور کون کون عدل تحقیقی کی مثال ہیں اور کون کون عدل تقدیری کی مثال ہیں؟

ان دونوں جزیوں کا جواب مفصل طریقے سے مطلب کے تحت آچکا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (٦)، ہدایۃ النحو ...ص (١٥)

أَمَّاالْوَصْفُ فَلَايَجْتَمِعُ مَعَ الْعَلَمِيَّةِ أَصْلًا، وَشَرْطُهُ أَنْ يَكُوْنَ وَصْفًا فِيْ أَصْلِ الْوَضْعِ، فَأَسْوَدُ وَأَرْقَمُ غَيْرُ مُنْصَرِفٍ وَإِنْ صَارَا اسْمَيْنِ لِلْحَيَّةِ وَأَرْبَعٍ فِيْ مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ مُنْصَرِفٌ مَعَ أَنَّهُ صِفَةٌ وَوَزْنُ الْفِعْلِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) منع صرف کے اسباب لکھ کر بتائیں کہ أَسْوَدُ اور أَرْقَمُ کیوں غیر منصرف ہیں؟ اور أَرْبَعٌ کیوں منصرف ہے؟

جواب

(الف) ترجمۃ:

بہر حال وصف تو وہ علمیت کے ساتھ بالکل بھی جمع نہیں ہوتا ہے، اور اس کی شرط یہ ہے کہ وہ اصل وضع میں وصف ہو؛ چنانچہ اسود اور ارقم غیر منصرف ہیں، اگر چہ وہ دونوں سانپ کا نام ہے، اور اربع منصرف ہے باوجود یکہ وہ صفت ہے اور وزنِ فعل ہے۔

(ب) مطلب:

أمّاالوصف: یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ وصف اور اس کی شرط کو بیان کر رہے ہیں۔

وصف کی تعریف: وصف وہ اسم کا (وضع یا استعمال کی وجہ سے) ایسی ذاتِ مبہم پر دلالت کرنا جس میں اس کی کسی صفت کا لحاظ کیا گیا ہو۔ جیسے: أحمر وضع کی ایسی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ذاتِ مبہم پر دلالت کرتا ہے جس میں صفت احمریت کا لحاظ کیا گیا ہے اور مررت لنسوۃ اربع میں اربع استعمال کی وجہ سے ایسی ذات پر دلالت کر رہا ہے جس میں صفت اربعیت کا لحاظ کیا گیا ہے۔

وصف کے غیر منصرف بننے کی شرط یہ ہے کہ وہ اصل وضع میں وصف ہو (وصف اصلی ہو) یعنی کلمے کے وضع کیے جانے کے وقت ہی وصف موجود ہو بعد میں باقی رہا ہو یا نہ رہا ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(ج) منع صرف کے اسباب اور أَسْوَدُ اور أَرْقَمُ کیوں غیر منصرف ہیں؟ اور أَرْبَعُ کیوں منصرف ہے؟

منع صرف کے اسباب نو ہیں: (۱) عدل (۲) وصف (۳) تانیث (۴) معرفہ (۵) عجمہ (۶) جمع (۷) ترکیب (۸) وزن فعل (۹) الف نون زائدتان۔

أسود اور أرقم وصف اصلی اور وزنِ فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہیں، اور اربع منصرف ہے، وصف اصلی کے نہ پائے جانے کی وجہ سے۔

محل امتحان نمبر (۷)، ہدایۃ النحو ... ص (۱۶)

أَمَّا التَّرْكِيبُ فَشَرْطُهُ أَنْ يَكُونَ عَلَمًا بِلَا إِضَافَةٍ وَلَا إِسْنَادٍ كَبَعْلَبَكَّ فَعبدالله منصرفٌ وَمَعدِيكَرِبُ غَيْرُ مُنْصَرِفٍ وَشَابَ قَرْنَاهَا مَبْنِيٌّ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) غیر منصرف کے اسباب بیان کریں اور بتائیے کہ شاب قرناها (جو کہ ایک عورت کا نام ہے) علمیت اور تانیث کے باوجود کیوں غیر منصرف نہیں؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمہ:

بہر حال ترکیب: تو اس کے غیر منصرف بننے کی شرط یہ ہے کہ وہ بلا اضافت و اسناد کے علم ہو۔ جیسے: بعلبکُّ (ایک شہر کا نام ہے) پس عبداللہ منصرف ہے اور معدیکرب غیر منصرف ہے اور شاب قرناھا مبنی ہے۔

(ب) غیر منصرف کے اسباب:

غیر منصرف کے اسباب: غیر منصرف کے اسباب عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزنِ فعل اور الف نون زائدتان ہے۔

شاب قرناھا علمیت اور تانیث کے باوجود کیوں غیر منصرف نہیں؟

شاب قرناھا: علمیت اور تانیث کے باوجود غیر منصرف اس لیے ہے کہ اس میں ترکیب اسنادی ہے؛ لہٰذا ترکیب کے غیر منصرف کا سبب بننے کی دوسری شرط فوت ہوگئی۔

محل امتحان نمبر (۸)، ہدایۃ النحو ... ص (۱۸)

وَاعْلَمْ أَنَّ كُلَّ مَاشُرِطَ فِيْهِ الْعَلَمِيَّةُ، وَهُوَ الْمُؤَنَّثُ بِالتَّاءِ وَالْمَعْنَوِيِّ وَالْعُجْمَةِ، وَالتَّرْكِيْبِ وَالْإِسْمِ اللَّذِيْ فِيْهِ الْأَلِفُ وَالنُّوْنُ الزَّائِدَتَانِ اَوْلَمْ يَشْتَرِطْ فِيْهِ ذٰلِكَ، وَاجْتَمَعَ مَعَ سَبَبٍ وَاحِدٍ فَقَطْ وَهُوَ الْعَلَمُ الْمَعْدُوْلُ، وَوَزْنُ الْفِعْلِ إِذَانُكِّرَ صُرِّفَ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور مطلب لکھیں۔

(ب) نکرہ بنا لینے کے لیے علمیت کے ختم کرنے کے طریقوں کو بیان کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمة:

اور جان لیجیے کہ ہر وہ اسم جس میں علمیت کو شرط قرار دیا گیا ہے اور وہ مؤنث بالتاء مؤنث معنوی، عجمہ، ترکیب اور وہ اسم جس میں الف ونون زائدتان ہو، یا اس میں علمیت کو شرط نہ قرار دیا گیا ہو اور جمع ہوگئی ہو علمیت صرف ایک سبب کے ساتھ اور وہ علم معدول اور وزنِ فعل ہے، جب اس کو نکرہ بنا دیا جائے تو وہ منصرف ہوگا۔

مطلب:

واعلم أنَّ کُلَّ: یہاں سے مصنف ایک ضابطہ بیان فرمارہے ہیں وہ یہ کہ: بعض اسم غیر منصرف ایسے ہیں جن میں علمیت شرط بن کر مؤثر ہوتی ہے اور وہ چار اسم ہیں: (۱) وہ اسم جس میں تانیث بالتاء یا تانیث معنوی اور علمیت ہو (۲) وہ اسم جس میں عجمہ اور علمیت ہو (۳) وہ اسم جس میں ترکیب اور علمیت ہو (۴) وہ اسم جس میں الف نون زائدتان اور علمیت ہو۔

اور بعض اسم غیر منصرف ایسے ہیں جس میں علمیت مستقل سبب بن کر مؤثر ہوتی ہے نہ کہ شرط بن کر اور وہ دو اسم ہیں: (۱) وہ اسم جس میں عدل اور علمیت ہو (۲) وہ اسم جس میں وزنِ فعل اور علمیت ہو۔

الغرض وہ اسم غیر منصرف جس میں علمیت مؤثر ہو خواہ شرط بن کر مؤثر ہو یا مستقل سبب بن کر اگر اس کی علمیت کو ختم کر کے نکرہ بنا دیا جائے تو وہ منصرف ہو جائے گا؛ چونکہ اس میں ایک سبب بھی باقی نہ رہا۔ اور جس اسم میں علمیت مستقل سبب بن کر مؤثر ہوتی ہے، علمیت ختم کر کے نکرہ بنا لینے کے بعد اس میں صرف ایک سبب باقی رہ جائے گا؛ لہٰذا وہ منصرف ہو جائے گا، اس لیے کہ محض ایک سبب کی وجہ سے اسم غیر منصرف نہیں ہوتا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) نکرہ بنا لینے کے لیے علمیت کے ختم کرنے کے طریقوں کو بیان:

نکرہ بنانے کے لیے علمیت کے ختم کرنے کے تین طریقے ہیں:

(۱) علم بول کر اس نام کی جماعت میں سے کوئی فرد غیر معین مراد لیا جائے۔

(۲) علم بول کر جس کا علم ہو اس کا کوئی وصف مشہور مراد لے لیا جائے، مثلاً فرعون بول کر اس کا وصف مشہور (مبطل) باطل پرست ہونا مراد لیا جائے۔

(۳) علم کی تثنیہ یا جمع لے آئیں۔

محل امتحان نمبر (۹)، ہدایۃ النحو ... ص (۱۹)

وَإِنْ كَانَ الْفَاعِلُ مُؤَنَّثًا حَقِيقِيًّا أُنِّثَ الْفِعْلُ أَبَدًا إِنْ لَمْ تَفْصِلْ بَيْنَ الْفِعْلِ وَالْفَاعِلِ نَحْوُ قَامَتْ هِنْدٌ وَإِنْ فُصِّلَتْ فَلَكَ الْخِيَارُ فِي التَّذْكِيرِ وَالتَّانِيثِ نَحْوُ ضَرَبَ الْيَوْمَ هِنْدٌ وَإِنْ شِئْتَ قُلْتَ ضَرَبَتِ الْيَوْمَ هِنْدٌ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مؤنث حقیقی اور مؤنث غیر حقیقی کی تعریف مع مثال لکھئے۔

(ج) مذکورہ قاعدہ کی وضاحت کرتے ہوئے بتایئے کہ فاعل اگر ظاہر مؤنث غیر حقیقی ہو تو فعل مذکر لایا جائے گا یا مؤنث؟ اور اگر فاعل اسم ضمیر ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب

(الف) ترجمة:

اور اگر فاعل مؤنث حقیقی ہو تو فعل کو مؤنث لایا جائے گا، اگر فعل اور فاعل کے درمیان فصل نہ ہو جیسے: قَامَتْ هِنْدٌ اور اگر فصل ہو تو تیرے لیے اختیار

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے، مذکر اور مؤنث لانے میں۔ جیسے: ضرب الیوم ھِنْدٌ اور اگر چاہے تو، تو کہے: ضَرَبتِ الیوم ھِنْدٌ.

(ب) مؤنث حقیقی اور مؤنث غیر حقیقی کی تعریف مع مثال:

مؤنث حقیقی: وہ مؤنث ہے جس کے مقابلے میں کوئی جان دار مذکر ہو، جیسے: امرأۃٌ کہ اس کے مقابلے میں رَجُلٌ جاندار مذکر ہے۔

مؤنث غیر حقیقی: وہ مؤنث ہے جس کے مقابلے میں کوئی جاندار مذکر نہ ہو۔ جیسے: شَمْسٌ اور ظُلْمَۃٌ.

(ج) مذکورہ قاعدہ کی وضاحت اور فاعل اگر ظاہر مؤنث غیر حقیقی ہو تو فعل مذکر لایا جائے گا یا مؤنث؟ اور اگر فاعل اسم ضمیر ہو تو کیا حکم ہے؟

مذکورہ قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ اگر فاعل اسم ظاہر مؤنث حقیقی ہو تو فعل کو مؤنث لایا جائے گا، اگر فعل فاعل کے درمیان فصل نہ ہو۔ جیسے: قامتِ ھِنْدٌ اور فصل ہو تو مذکر و مؤنث لانے میں اختیار ہے، چاہے تو ضرب الیوم ھِنْدٌ کہو، چاہے صربتِ الیوم ھِنْدٌ.

اگر فاعل اسم ظاہر مؤنث غیر حقیقی ہو تو مذکر و مؤنث لانے میں اختیار ہے۔ جیسے: طلع الشمس اور طلعتِ الشمس، اگر فاعل اسم ضمیر ہو تو فعل کو مذکر لانا واجب ہے۔ اور جائز ہے فعل کو حذف کرنا جہاں کوئی قرینہ پایا جائے۔ جیسے: زَیْدٌ اس شخص کے جواب میں جو کہے: من ضرب؟

مطلب:

یہاں سے مصنفؒ تقدیم و تاخیر کے اعتبار سے فاعل کے احکام ذکر کر رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ اگر فاعل اور مفعول بہ دونوں اسم مقصور ہیں، اور التباس کا خوف ہو یعنی فاعل کی فاعلیت پر اور مفعولیت پر دلالت کرنے والا مطلقاً کوئی قرینہ نہ ہو، کہ جس سے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

فاعل اور مفعول کے درمیان فرق کیا جاسکے، تو ایسی صورت میں فاعل کو مفعول بہ پر مقدم کرنا واجب ہے اگر مقدم نہیں کریں گے تو التباس لازم آئے گا۔ جیسے: ضرب موسیٰ عیسیٰ یہاں فاعل کو مقدم کرنا واجب ہے؛ اس لیے کہ موسیٰ اور عیسیٰ دونوں اسم مقصور ہیں، اور کوئی قرینہ بھی نہیں ہے؛ کیونکہ دونوں فاعل اور مفعول بہ بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں؛ اگر مقدم نہیں کریں گے تو التباس لازم آئے گا۔

محل امتحان نمبر (۱۰)، ہدایۃ النحو... ص (۲۰)

وَيَجِبُ تَقْدِيْمُ الْفَاعِلِ عَلَى الْمَفْعُوْلِ إِذَا كَانَامَقْصُوْرَيْنِ وخفت اللبس نَحْوُ ضَرَبَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَيَجُوْزُ تَقْدِيْمُ الْمَفْعُوْلُ عَلَى الْفَاعِلِ إِنْ لَمْ تَخَفِ اللُّبْسَ نَحْوُ أَكَلَ الْكُمَّثْرٰى يَحْيٰى، وَضَرَبَ عَمْرًا زَيْدٌ، وَيَجُوْزُ حَذْفُ الْفِعْلِ حَيْثُ كَانَ قَرِيْنَةً نَحْوُ زَيْدٌ فِيْ جَوَابِ مَنْ قَالَ مَنْ ضَرَبَ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) ہر مسئلہ کی الگ الگ وضاحت کرتے ہوئے اسمِ مقصور کی تعریف کریں۔

جواب

(الف) ترجمۃ:

اور واجب ہے فاعل کو مفعول بہ پر مقدم کرنا اس وقت جبکہ فاعل اور مفعول بہ دونوں اسم مقصور ہوں، اور خوف کریں التباس کا۔ جیسے: ضرب موسیٰ عیسیٰ. اور جائز ہے مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا اگر خوف نہ کریں التباس کا۔ جیسے: أَكَلَ الْكُمَّثْرٰى يَحْيٰى اور ضرب عمرا زيدٌ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) ہر مسئلہ کی الگ الگ وضاحت اور اسمِ مقصور کی تعریف:

ویجوز تقدیم المفعول: یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر التباس کا خوف نہ ہو تو اس صورت میں مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے۔ جیسے: ضربَ عمراً زیدٌ یہاں مفعول بہ کو مقدم کرنا جائز ہے۔ اور جیسے: أَكَلَ الكمثرىٰ يَحْيىٰ یہاں بھی مفعول بہ کو مقدم کرنا جائز ہے؛ اس لیے کہ الکمثریٰ اور یحییٰ اگرچہ دونوں اسم مقصور ہیں؛ لیکن یحییٰ کی فاعلیت پر یہاں قرینہ معنوی (کھانے کی صلاحیت رکھتا) موجود ہے جس کی وجہ سے التباس کا اندیشہ نہیں ہے۔

ویجوز حذف الفعل: یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر فعل کے حذف پر کوئی قرینہ موجود ہو تو فعل کو حذف کرنا جائز ہے، مثلاً کسی نے آپ سے پوچھا: من ضرب؟ تو اس کے جواب میں آپ نے کہا: زید تو یہاں زید فاعل ہے، اس کے فعل ضرب کو قرینہ لفظیہ کی وجہ سے حذف کر دیا گیا؛ اس لیے کہ فعل محذوف سوال میں موجود ہے، اس کو جواب میں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

اسم مقصور: اس اسم کو کہتے ہیں جس کے اخیر میں الف مقصورہ ہو۔ جیسے: مُوْسٰى.

محل امتحان نمبر (۱۱)، ہدایۃ النحو ... ص (۲۷)

وَالنَّكِرَةُ إِذَا وُصِفَتْ جَازَ أَنْ تَقَعَ مُبْتَدَأً نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَكَذَا إِذَا تُخُصِّصَتْ بِوَجْهٍ اٰخَرَ نَحْوُ أَرَجُلٌ فِي الدَّارِ أَمْ إِمْرَأَةٌ وَمَا أَحَدٌ خَيْرٌ مِنْكَ وَشَرٌّ أَهَرَّ ذَانَابٍ وَفِي الدَّارِ رَجُلٌ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور مطلب لکھیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(رب) اور عبارت کے آخر میں ذکر کردہ پانچوں مثالوں میں سے تین کی تخصیص کی وجہ تحریر کیجیے۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور نکرہ جب اس کی صفت لائی جائے تو جائز ہے اس کا مبتدا واقع ہونا، جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یقیناً مؤمن بندہ مشرک سے بہتر ہے۔ اور اسی طرح جائز ہے نکرہ کا مبتدا واقع ہونا اس وقت جبکہ اس میں تخصیص کر لی جائے کسی دوسرے طریقے سے جیسے گھر میں مرد ہے یا عورت۔ کوئی تجھ سے بہتر نہیں۔ بڑے شر نے کتے کو بھونکایا۔ گھر میں مرد ہے۔ سلامتی ہو آپ پر۔

تشریح:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اگرچہ اصل یہی ہے کہ مبتدا معرفہ ہو؛ لیکن اگر نکرہ میں تخصیص کے طریقوں میں سے کسی طریقے کے ذریعے تخصیص کر لی جائے تو اس وقت نکرہ کا مبتدا واقع ہونا درست ہوگا۔

تخصیص کے بہت سارے طریقے ہیں:

(۱) پہلا طریقہ: یہ ہے کبھی نکرہ کی صفت لاکر تخصیص کر لی جائے۔ جیسے: وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ اس مثال میں عَبْدٌ نکرہ ہونے کے باوجود مبتدا واقع ہو رہا ہے؛ اس لیے کہ اس کی صفت مؤمن لاکر اس میں تخصیص کر لی گئی۔

(۲) دوسرا طریقہ: یہ ہے کہ کبھی متکلم کو غیر معین طور پر دو چیزوں میں سے ایک کے لیے خبر کے ثابت ہونے کا علم ہوتا ہے اس کی وجہ سے نکرہ میں تخصیص پیدا ہوتی ہے۔ جیسے: رجل في الدار أم امرأة اس مثال میں "رجل" معطوف علیہ امرأۃ معطوف سے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مل کر نکرہ ہونے کے باوجود مبتدا واقع ہو رہا ہے؛ اس لیے کہ متکلم کو غیر معین طور پر مرد اور عورت میں سے ایک کا گھر میں ہونا معلوم ہے، اس کی وجہ سے نکرہ میں تخصیص پیدا ہو گئی۔

(۳) تیسرا طریقہ: یہ ہے کہ کبھی نکرہ کو تحت النفی لا کر تخصیص پیدا کی جاتی ہے؛ اس لیے کہ نکرہ کو تحت النفی لانے سے عموم پیدا ہوتا ہے اور عموم ابہام کو ختم کر دیتا ہے۔ جیسے: ماأحد خير منك. یہاں أَحَدٌ نکرہ ہونے کے باوجود مبتدا اس لیے واقع ہو رہا ہے کہ اس کو تحت النفی لا کر تخصیص کر لی گئی۔

(۴) چوتھا طریقہ: یہ ہے کہ نکرہ پر تنوین تعظیم لا کر اس میں تخصیص کر لی جائے۔ جیسے: شَرٌّ أهرّ ذاناب اس مثال میں شر نکرہ ہونے کے باوجود مبتدا؛ اس لیے واقع ہو رہا ہے کہ اس میں تنوین تعظیم لا کر اس میں تخصیص کر لی گئی۔ یہ شر عظیم اهر ذاناب کے معنیٰ میں ہے۔ گویا صفت مقدر ہے اور صفت اسم کو خاص کر دیتی ہے۔

(۵) پانچواں طریقہ: یہ ہے کہ مبتدا پر خبر کو مقدم کر کے تخصیص کر لی جائے۔ جیسے: في الدار رجلٌ اس مثال میں رجُلٌ نکرہ ہونے کے باوجود مبتدا اس لیے بن رہا ہے کہ خبر کو مقدم کر کے اس میں تخصیص کر لی گئی ہے۔

(۶) چھٹا طریقہ: یہ ہے کہ کبھی نکرہ کی متکلم کی طرف نسبت کر کے اس میں تخصیص کر لی جائے۔ جیسے: سَلَامٌ عَلَيْكَ اس مثال میں سلام نکرہ ہونے کے باوجود مبتدا واقع اس لیے ہو رہا ہے کہ اس کی نسبت متکلم کی طرف ہے۔ تو یہاں پر متکلم کی طرف نسبت کر کے سلام میں تخصیص کر لی گئی۔

(ب) عبارت کے آخر میں ذکر کردہ پانچوں مثالوں میں سے تین کی تخصیص کی وجہ:

تینوں کی تخصیص کی وجہ پوری شرح وبسط کے ساتھ مطلب میں گزر چکی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۱۲)، ہدایۃ النحو ...ص (۲۹)

وَاعْلَمْ أَنَّ لَهُمْ قِسْمًا آخَرَ مِنَ الْمُبْتَدَإِ لَيْسَ مُسْنَدًا إِلَيْهِ وَهُوَ: صِفَةٌ وَقَعَتْ بَعْدَ حَرْفِ النَّفْيِ نَحْوُ مَاقَائِمٌ زَيْدٌ، أَوْبَعْدَ حَرْفِ الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ أَقَائِمٌ زَيْدٌ. بِشَرْطِ أَنْ نُرْفَعَ تِلْكَ الصِّفَةُ إِسْمًا ظَاهِرًا نَحْوُ مَاقَائِمُ الزَّيْدَانِ بِخِلَافِ مَاقَائِمَانِ الزَّيْدَانِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں؛ نیز بتائیں کہ مصنف نے بخلافماقائمان الزیدان سے کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جواب

(الف) ترجمة:

اور جان لیجیے کہ نحویینؒ کے یہاں مبتدا کی ایک دوسری قسم ہے جو مسند الیہ نہیں ہوتی۔ اور وہ ایسا صیغۂ صفت ہے جو حرفِ نفی کے بعد واقع ہو یا حرفِ استفہام کے بعد واقع ہو، اس شرط کے ساتھ کہ رفع دے رہا ہو وہ صیغۂ صفت کسی اسم ظاہر کو جیسے: مَاقَائِمُ الزَّيْدَانِ برخلاف مَاقَائِمَانِ الزَّيْدَانِ کے۔

(ب) مطلب اور بخلافماقائمان الزیدان سے کیا کہنا چاہتے ہیں؟

واعلم أن لهم الاخ: نحویین کے نزدیک مبتدا کی ایک دوسری قسم جو مسند ہوتی ہے مسند الیہ نہیں ہوتی اور کسی اسم ظاہر یا قائم مقام اسم ظاہر کو رفع دے رہا ہو۔ جیسے: ماقائم زید. اور أقائم زیدٌ میں قائمٌ مبتدا کی دوسری قسم ہے؛ اس لیے کہ یہ ایسا صیغۂ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

صفت ہے جو پہلی مثال میں حرف نفی کے بعد اور دوسری مثال میں حرف استفہام کے بعد واقع ہے اور زید اسم ظاہر کو رفع دے رہا ہے اسی طرح ماقائم الزیدان اور أقائم الزیدان کو فٹ کر لیجیے۔ برخلاف ماقائمان الزیدان میں قائمان صیغہ تثنیہ (باوجودیکہ اس سے پہلے حرف نفی ہے) خبر مقدم ہے مبتدا کی قسم دوم نہیں دوسری شرط نہ پائے جانے کی وجہ سے اس لیے کہ یہ الزیدان کو رفع نہیں دے رہا ہے؛ کیونکہ اگر رفع دیتا تو زیدان (واحد) ہوتا، تثنیہ نہ ہوتا؛ اس لیے کہ قاعدہ ہے کہ اگر فعل یا شبہ فعل کا فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل یا شبہ فعل کو ہمیشہ واحد ہی لایا جاتا ہے۔

محل امتحان نمبر (۱۳)، ہدایۃ النحو ... ص (۳۲)

اَلْمَفْعُوْلُ بِهٖ وَهُوَ اِسْمٌ مَاوَقَعَ عَلَيْهِ فِعْلُ الْفَاعِلِ كَضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا، وَقَدْ يَتَقَدَّمُ عَلَى الْفَاعِلِ كَضَرَبَ عَمْرًا زَيْدٌ وَقَدْيُحْذَفُ فِعْلُهٗ لِقِيَامِ قَرِيْنَةٍ جَوَازًا..... وَوُجُوْبًا فِيْ أَرْبَعَةِ مَوَاضِعَ: اَلْأَوَّلُ سِمَاعِيٌّ نحو إِمْرًا ونفسه وانتهوا خيرا لكم وأهلًا سهلًا.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھتے ہوئے سماعی کی تینوں مثالوں میں فعل محذوف کی تعیین کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

مفعول بہ اور وہ اس چیز کا نام ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا اور کبھی وہ فاعل پر مقدم ہوتا ہے۔ جیسے: ضرب عمرًا زيدٌ اور کبھی اس کے فعل کو قرینہ کے پائے جانے کی وجہ سے جوازاً حذف کر دیا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جاتا ہے۔ اور وہ یا چار جملوں میں، پہلا سماعی ہے۔ تیسرا انسان کو اور اس کے نفس کو باز آجانے کا حکم ہے۔ اسماعیلی کی سماعت تین جملوں کو سنتے سے اور ارادہ کرو اپنے لیے خیر اور بھلائی کا آپ اپنے گھروں میں آنے آپ نے نرم زمین کو روندا۔

(ب) مطلب اور سماعی کی تینوں مثالوں میں فعل محذوف کی تعیین:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ منصوبات کی دوسری قسم کو بیان کر رہے ہیں۔

مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ جیسے: ضربَ زیدٌ عمراً میں عَمْرًا مفعول بہ ہے؛ اس لیے کہ اس پر فاعل زید کا ضرب واقع ہو رہا ہے۔ فاعل کا فعل واقع ہونے سے مراد یہاں بغیر حرفِ جر کے واسطے کے فاعل کے فعل کا اس اسم کے ساتھ تعلق ہے، یعنی فاعل کے فعل کو پورا کرنے کے بعد، وہ فعل اس اسم سے تعلق کے بغیر سمجھ میں نہ آئے خواہ وہ اس پر واقع ہو یا اس پر واقع نہ ہو۔

وَقَدْ يَتَقَدَّمُ عَلَى الْفَاعِلِ: یہاں سے مصنف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر التباس کا خوف نہ ہو (التباس کا مطلب پہلے گزر چکا ہے) تو مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے۔ جیسے: ضرب عَمْرًا زَيْدٌ میں عَمْرًا مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے؛ اس لیے کہ عَمْرًا پر اعراب لفظی (نصب) ہونے کی وجہ سے التباس کا خوف نہیں ہے۔

فقد یحذف فعله سے مصنف علیہ الرحمہ مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنے کے مواقع بیان کر رہے ہیں۔

فرماتے ہیں: کہ اگر فعل کے حذف پر کوئی قرینہ حالیہ یا مقالیہ موجود ہو تو مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے: کسی نے کہا: مَنْ أَضْرِبُ؟ (کس کو ماروں) آپ نے جواب میں کہا: زَيْدًا یہاں زیداً مفعول بہ ہے، اس سے پہلے اضرب فعل محذوف ہے، یہاں پر سوال میں أَضْرِبُ فعل کے ذکر موجود ہونے کی وجہ سے جواب میں حذف

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کردیا ہے اور چار ایسے مواقع ہیں جہاں مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے، ان میں سے ایک موقع سماعی ہے۔ جیسے: إِمْرَأً ونفسه یہ أُمْرُكَ فعل محذوف کا مفعول بہ ہے۔ اصل عبارت ہے: أُمْرُكَ إِمْرَأً وَنَفْسَهُ یہاں أُمْرُكَ کو وجوبی طور پر حذف کردیا گیا؛ اس لیے یہ اہلِ عرب سے فعل کے حذف کے ساتھ سنا گیا ہے، اسی طرح اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اس مثال میں خَيْرًا "اَقْصِدُوْا" فعل محذوف کا مفعول بہ ہے یہاں اقصِدُوْا فعل کو حذف کردیا گیا ہے؛ اس لیے کہ یہ اہلِ عرب سے فعل کے حذف کے ساتھ سنا گیا ہے۔ اصل عبارت ہے: انتهوا يامَعْشَرَ النصارىٰ عن التَّثْلِيْثِ واقْصِدُوْا خَيْرًا لَّكُمْ. اسی طرح اهلًا و سهلًا اهلًا اثبتَ فعل محذوف کا مفعول بہ ہے اور سَهْلًا وَطِئْتَ کا مفعول بہ ہے۔

یہاں پر فعل کو وجوبی طور پر حذف کردیا گیا؛ چونکہ اہلِ عرب سے فعل کے حذف کے ساتھ سنا گیا ہے۔

محل امتحان نمبر (۱۴)، ہدایۃ النحو ...ص (۳۵)

اِعْلَمْ أَنَّ "يَا" مِنْ حُرُوْفِ النِّدَاءِ قَدْتُسْتَعْمَلُ فِي الْمَنْدُوْبِ أَيْضًا، وَهُوَالْمُتَفَجَّعُ عَلَيْهِ "بِيَا" اَوْ "وَا" كَمَايُقَالُ: يَازَيْدَاهُ، وَوَازَيْدَاهُ "فَوَا" مُخْتَصَّةٌ بِالْمَنْدُوْبِ وَ "يا" مُشْتَرِكَةٌ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْمَنْدُوْبِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب تحریر کریں۔

(ج) مندوب کسے کہتے ہیں؟

(د) "یا" اور "وا" میں فرق کیا ہے؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) **ترجمہ:**

جان لیجیے کہ حروفِ نداء میں سے ''یا'' کبھی استعمال کیا جاتا ہے۔ حروف مندوب میں، اور وہ اسم ہے جس پر ''یا'' ''یا'' ''وا'' کے ذریعہ اظہارِ رنج وغم کیا جائے جیسا کہ کہا جاتا ہے: یازیداہُ و ازیداہُ پس ''وا'' خاص ہے مندوب کے ساتھ اور ''یا'' مشترک ہے، نداء اور مندوب کے درمیان۔

(ب) مطلب:

یہاں سے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ حروفِ نداء میں سے یاء نداء اور مندوب دونوں کے لیے مستعمل ہے۔

مندوب کی تعریف: مندوب وہ اسم ہے جس پر ''یا'' ''یا'' ''وا'' کے ذریعہ اظہارِ رنج وغم کیا جائے۔ جیسے: یَازَیْدَاہُ.

(ج) مندوب کسے کہتے ہیں؟

مندوب: وہ اسم ہے جس پر ''یا'' ''یا'' ''وا'' کے ذریعہ اظہارِ رنج وغم کیا جائے۔

(د) ''یا'' اور ''وا'' میں فرق کیا ہے؟

''وا'' اور ''یا'' میں فرق یہ ہے کہ ''یا'' نداء اور مندوب دونوں میں مستعمل ہے اور ''وا'' صرف مندوب میں مستعمل ہے۔

محل امتحان نمبر (۱۵)، ہدایۃ النحو ... ص (۳۸)

وَالْعَامِلُ فِي الْحَالِ فِعْلٌ اَوْشِبْهُهٗ اَوْمَعْنٰى فِعْلٍ، وَالْحَالُ نَكِرَةٌ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وَذُوالْحَالِ مَعْرِفَةٌ غَالِبًا فَإِنْ كَانَ ذُو الْحَالِ نَكِرَةً يَجِبُ تَقْدِيمُ الْحَالِ عَلَيْهِ لِئَلَّا تَلْتَبِسَ بِالصِّفَةِ فِي حَالَةِ النَّصْبِ فِي مِثْلِ قَوْلِكَ رَأَيْتُ رَجُلًا رَاكِبًا.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں اور ہر مسئلہ کو مثال سے سمجھائیں۔

(ج) بتایئے کہ معنیٰ فعل سے کیا مراد ہے؟

جواب

(الف) ترجمہ:

عامل حال میں یا تو فعل ہوتا ہے یا شبہ فعل، یا معنیٰ فعل۔ اور حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذوالحال ہمیشہ معرفہ ہوتا ہے پھر اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے، تاکہ صفت سے التباس نہ ہو، حالتِ نصب میں تیرے قول رَأَيْتُ رَجُلًا رَاكِبًا جیسی مثالوں میں۔

(ب) مطلب اور ہر مسئلہ مثال سے واضح:

والعامل: سے مصنف علیہ الرحمہ حال کے عامل کو بیان کر رہے ہیں۔ حال میں عامل یا تو فعل ہوتا ہے یا شبہ فعل یا معنیٰ فعل۔

شبہ فعل: وہ اسم ہے جو عمل میں فعل کے مشابہ ہو اور اس کا اور فعل کا مادہ ایک ہو۔ جیسے: ضَارِبٌ.

شبہ فعل پانچ ہیں: (۱) اسم فاعل (۲) اسم مفعول (۳) صفتِ مشبہ (۴) اسم تفضیل (۵) مصدر۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

معنیٰ فعل: وہ کلمہ ہے جس سے فعل کے معنیٰ سمجھے جائیں اور اس کا اور فعل کا مادہ ایک نہ ہو۔ جیسے: ھا حرفِ تنبیہ۔

والحال: یہاں سے مصنف حال اور ذوالحال کے احکام بیان فرمارہے ہیں، کہ حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے خواہ حقیقۃً نکرہ ہو یا صورۃً نکرہ ہو۔ جیسے: أخذتُ المال کُلًّا میں کُلًّا صورۃً نکرہ ہے۔ اس لیے کہ کُلًّا کُلّ المال کے معنیٰ میں ہے یا معنیً نکرہ ہو۔ جیسے: مررتُ بھا وحدۃً میں وحدۃً معنیً نکرہ ہے؛ اس لیے کہ یہ منفرد نکرہ کے معنیٰ میں ہے۔

اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے۔ اگر ذوالحال نکرہ محضہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے۔ جیسے: جاء نی راکبًا رجلٌ اِس مثال میں چونکہ رَجُلٌ نکرہ محضہ ہے؛ اس لیے رَاکِبًا حال کو اس پر مقدم کیا گیا ہے؛ اس لیے کہ اگر ذوالحال نکرہ محضہ ہو اور حالتِ نصبی میں ہو تو وہاں اگر حال کو ذوالحال پر مقدم نہیں کیا جائے گا تو حال کا صفت سے التباس لازم آئے گا یہ نہیں معلوم ہوگا کہ وہ ماقبل سے حال ہے یا اس کی صفت ہے۔ جیسے: رأیتُ رجلًا راکبًا یہاں اگر "راکبًا" حال کو مقدم نہ کیا جائے تو التباس ہوگا۔ معلوم نہیں ہوسکے گا کہ رَاکِبًا حال ہے یا رجلًا کی صفت ہے، اس کے برخلاف اگر راکبًا کو مقدم کردیا جائے اور اس طرح کہا جائے: رأیتُ رجلًا راکبًا تو اب التباس نہیں ہوگا؛ بلکہ راکبًا کا حال ہونا متعین ہوجائے گا؛ اس لیے کہ صفت اپنے موصوف پر مقدم نہیں ہوتی۔

(ج) معنیٰ فعل سے کیا مراد ہے؟

معنیٰ فعل سے "ھا" حرفِ تنبیہ اور "ذا" اسم اشارہ فعل ہیں۔ اسمائے اشارہ، اسمائے افعال، حروفِ ندا، تنبیہ، تمنی وغیرہ معنیٰ فعل سے مراد ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۱۶)، ہدایۃ النحو ...ص (۳۹)

اَلتَّمِيْزُ: هُوَ نَكِرَةٌ تُذْكَرُ بَعْدَ مِقْدَارٍ مِنْ عَدَدٍ اَوْ كَيْلٍ، أَوْوَزْنٍ أَوْمِسَاحَةٍ، اَوْغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّافِيْهِ إِبْهَامٌ تُرْفَعُ ذٰلِكَ الْإِبْهَامُ نَحْوُ عِنْدِيْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا، وَقَفِيْزَانِ بُرًّا وَمَنَوَانِ سَمْنًا وَجَرِيْبَانِ قُطْنًا وَعَلَى النُّمْرَةِ مِثْلُهَا زَبَدًا.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) عبارت میں عدد، کیل، وزن، مساحت، کی مثالوں کو متعین کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

تمیز ایسا اسم نکرہ ہے جو مقدار یعنی عدد، کیل یا وزن یا مساحت یا ان کے علاوہ کسی ایسی چیز کے بعد ذکر کیا جائے جس میں ابہام ہو دراں حالیکہ وہ اسم نکرہ دُور کر رہا ہوں اس ابہام کو جیسے: عِنْدِيْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا، اور قَفِيْزَانِ بُرًّا اور مَنَوَانِ سَمْنًا اور جَرِيْبَانِ قُطْنًا اور عَلَى النُّمْرَةِ مِثْلُهَا زَبَدًا.

(ب) مطلب:

یہاں سے مصنف تمیز کی تعریف کر رہے ہیں۔

تعریف یہ ہے: کہ تمیز وہ اسم نکرہ ہے جو مقدار یعنی عدد، کیل، وزن، مساحت اور مقیاس سے ابہام کو دُور کرے، عدد سے دُور کرے۔ جیسے: عندي عشرون درهمًا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اس مثال میں "درھمًا" تمیز ہے اس لیے یہ اس مقدار سے ابہام کو دُور کر رہی ہے جو عدد کے ضمن میں پائی جا رہی ہے، کیل سے دور کرنے کی مثال۔ جیسے: عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا۔ وزن سے ابہام کو دُور کرنے کی مثال: عندی منوان سمنًا۔ مساحت سے ابہام کو دُور کرنے کی مثال: عندي جريبانِ قُطنًا "جَرِیب" ایک پیمائش ہے۔ مقیاس سے ابہام کو دُور کرنے کی مثال: عَلَى الثمرة مثلُها زُبْدًا.

(ج) عدد، کیل، وزن، مساحت، کی مثالوں کی تعیین:

عدد کی مثال: عندی عشرون درھمًا.

کیل مثال: عندی قفیزان بُرًّا.

وزن کی مثال: عندی منوانِ سَمْنًا.

مساحت کی مثال: عندی جَرِیْبَانِ قُطْنًا.

محل امتحان نمبر (۱۷)، ہدایۃ النحو ...ص (۴۰)

وَاعْلَمْ أَنَّ إِعْرَابَ الْمُسْتَثْنٰى عَلَى أَرْبَعَةِ أَقْسَامٍ. فَإِنْ كَانَ مُتَّصِلًا وَقَعَ بَعْدَ إِلَّا فِيْ كَلَامٍ مُوْجَبٍ اَوْمُنْقَطِعًا كَمَامَرَّ اَوْمُقَدَّمًا عَلَى الْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ نَحْوُ مَاجَاءَنِيْ إِلَّازَيْدًا أَحَدٌ، اَوْكَانَ بَعْدَ خَلَا وَعَدَا الْأَكْثر أَوْبَعْدَ مَاخَلَا وَمَاعَدَا وَلَيْسَ وَلَايَكُوْنُ نَحْوُ جَاءَنِيْ خَلَا زَيْدًا إلخ كَانَ مَنْصُوْبًا.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) مستثنیٰ متصل اور منقطع کی تعریف کر کے بتائیں کہ کلامِ موجب کس کو کہتے ہیں؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمہ:

اور تم جان لو کہ مستثنیٰ کے اعراب کی چار قسمیں ہیں، پھر اگر متصل ہو، واقع ہو "الا" کے بعد کلام موجب میں یا منقطع ہو جیسے کہ گزرا یا مقدم ہو مستثنیٰ منہ پر جیسے: مَاجَائَنِی إِلَّا زَیْدًا أَحَدٌ، یا خَلَا اور عَدَا کے بعد ہو اکثر حضرات کے نزدیک یا ماخلا اور ماعدا اور لیس اور لایکون کے بعد ہو جیسے: جَاءَ نِیْ خَلَا زَیْدًا تو مستثنیٰ منصوب ہوگا۔

(ب) مطلب:

یہاں سے مستثنیٰ کے اعراب کی چار صورتوں کو بیان کر رہے ہیں یعنی کن صورتوں میں مستثنیٰ منصوب ہوگا۔

(۱) مستثنیٰ متصل "إِلّا" کے بعد کلامِ موجب میں واقع ہو۔ جیسے: جاء نی القوم إلا زیدًا.

(۲) مستثنیٰ منقطع ہو خواہ کلامِ موجب میں ہو یا کلامِ غیر موجب میں۔ جیسے: ماجاء نی القومُ إِلَّا حِمَارًا.

(۳) مستثنیٰ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو، خواہ کلام موجب میں ہو یا کلام غیر موجب میں۔ جیسے: ماجاء نی إِلّا زیدًا احدٌ.

(۴) مستثنیٰ ماخلا، ماعدا، لیس اور لایکون کے بعد ہو۔ جیسے: جَائنی القوم. ماخلا زید اوماعدا زیداً ولایکون زیداً، خلا اور عدا کے بعد اکثر علماء کے مذہب کے مطابق منصوب ہوتا ہے۔ جیسے: جاء نی القومُ خلا زیدًا وعدا زیدًا.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) مستثنیٰ متصل و منقطع کی تعریف اور کلامِ موجب کس کو کہتے ہیں؟

مستثنیٰ متصل: یہ ہے کہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ میں داخل ہو۔

مستثنیٰ منقطع: یہ ہے کہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ میں داخل نہ ہو۔

کلامِ موجب: یہ ہے کہ جس میں نفی، نہی، اور استفہام انکاری نہ ہو جو نفی کے معنی کو شامل ہو۔ جیسے: جاء نی زیدٌ.

محل امتحان نمبر (۱۸)، ہدایۃ النحو ... ص (۵۱)

اَلتَّاكِيْدُ: تَابِعٌ يَدُلُّ عَلٰى تَقْرِيْرِ الْمَتْبُوْعِ فِيْ مَانُسِبَ إِلَيْهِ، أَوْعَلٰى شُمُوْلِ الْحُكْمِ لِكُلِّ فَرْدٍ مِنْ أَفْرَادِ الْمَتْبُوْعِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) مطلب لکھیں۔

(ج) نیز تاکید کی دونوں قسموں کی تعریف کریں۔

جواب

(الف) ترجمة:

تاکید ایسا تابع ہے جو متبوع کو اچھی طرح ثابت کرنے پر دلالت کرے اس چیز میں جس کی نسبت کی گئی ہے اس کے متبوع کی طرف یا دلالت کرے متبوع کے افراد میں سے ہر فرد کو حکم کے شامل ہونے پر۔

(ب) مطلب:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ تاکید کو بیان کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ تاکید ایسا تابع ہے جو نسبت میں یا شمول حکم میں متبوع کے حال کے اچھی طرح ثابت ہونے پر دلالت

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کرے نسبت کی مثال: جاء نی زیدٌ نفسه اس مثال میں چونکہ شک باقی تھا کہ قاصد آیا ہو؛ لیکن جب "نفسه" لے کر آئے تو شک ختم ہوگیا کہ زید خود آیا، شمول حکم کی مثال: جاء نی القوم کلهم اس مثال میں آنے کا حکم جو قوم پر لگایا گیا ہے اس میں شک ہے کہ آنے کا حکم قوم کے تمام افراد کو شامل ہے یا بعض کو؛ لیکن کلهم نے شک کو ختم کر دیا۔

فوائد قیود:

تابع بمنزلہ جنس ہے جو تمام توابع کو شامل ہے۔ یدلُّ علی تقریر المتبوع کی قید سے عطف بحرف اربدل نکل گئے؛ اس لیے کہ یہ دونوں کے ثبوت پر دلالت نہیں کرتے۔ فیما نسب إلیه کی قید سے صفت اور عطفِ بیان نکل گئے؛ کیونکہ یہ دونوں اگرچہ ثبوتِ متبوع پر دلالت کرتا ہے؛ مگر نسبت یا شمول حکم میں متبع کے ثبوت پر دلالت نہیں کرتے۔

(ج) تاکید کی دونوں قسموں کی تعریف:

تاکید کی دو قسمیں ہیں: (۱) تاکید لفظی (۲) تاکید معنوی

تاکید لفظی: یہ ہے کہ جس میں لفظ اوّل یعنی مؤکد کو مکرر لایا جائے خواہ لفظ اوّل اسم ہو، فعل ہو یا حرف۔

تاکید معنوی: وہ تاکید ہے جس سے مخصوص الفاظ کے ساتھ تاکید لائی گئی ہو۔

تاکیدِ معنوی کے الفاظ: نَفْسٌ، عینٌ وغیرہ۔

محل امتحان نمبر (۱۹)، ہدایۃ النحو ...ص (۷۶)

اِسْمُ الْفَاعِلِ: اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلُ بِمَعْنَى الْحُدُوْثِ، وَصِيْغَتُهٗ مِنَ الثُّلَاثِي الْمُجَرَّدِ عَلٰى وَزْنِ فَاعِلٍ كَضَارِبٍ وَنَاصِرٍ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) مطلب تحریر کریں۔
(ج) ثلاثی مجرد کے علاوہ سے اسم فاعل کا صیغہ کس وزن پر آتا ہے؟ مع مثال تحریر کریں۔

جواب

(الف) ترجمة:

اسم فاعل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہو، تاکہ دلالت کرے اس ذات پر جس کے ساتھ فعل قائم ہو حدوث کے معنیٰ میں اور اسم فاعل کا صیغہ ثلاثی مجرد سے ''فاعل'' کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے: ضَارِبٌ اور ناصِرٌ.

(ب) مطلب:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ اسم فاعل کو بیان کر رہے ہیں۔

اسم فاعل کی تعریف: اسم فاعل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہو اور ایسی ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل (یعنی معنیٰ مصدری) بطورِ حدوث (تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے میں) قائم ہوں۔ جیسے: ضَارِبٌ.

مشتقٌ من فعلٍ: کہ کر مصنفؒ نے ان لوگوں کی رائے کو اختیار کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اسمائے مشتقہ براہِ راست مصدر سے مشتق نہیں ہوتے؛ بلکہ فعل کے واسطے سے مصدر سے مشتق ہوتے ہیں۔

وصیغتہٗ: یہاں سے مصنف اسم فاعل کے اوزان بیان کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اسم فاعل سے ثلاثی مجرد سے ''فاعل'' کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے: ضاربٌ.

(ج) ثلاثی مجرد کے علاوہ سے اسم فاعل کا صیغہ کس وزن پر آتا ہے؟ مع مثال:

اور ثلاثی مجرد کے علاوہ سے اسم فاعل کا کوئی مخصوص وزن نہیں آتا؛ بلکہ اس کا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

قاعدہ یہ ہے کہ فعل مضارع سے علامتِ مضارع کو حذف کردیں، بعدہٗ علامتِ مضارع کی جگہ مضموم لے آئیں اور آخری حرف کے ماقبل کو کسرہ دیدیں، اگر مکسور نہ ہو اور آخری حرف کو تنوین دے دیں۔ جیسے: یُدْخِلُ سے مُدْخِلٌ، یَسْتَخْرِجُ سے مُسْتَخْرِجٌ وغیرہ۔

محل امتحان نمبر (۲۰)، ہدایۃ النحو...ص (۷۷)

إِسْمُ الْمَفْعُوْلِ إِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ مُتَعَدٍّ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ وَقَعَ عَلَيْهِ الْفِعْلُ وَصِيْغَتُهُ مِنْ مُجَرَّدِ الثُّلَاثِيِّ عَلٰى وَزْنِ مَفْعُوْلٍ لَفْظًا كَمَضْرُوْبٍ اَوْتَقْدِيْرًا كَمَقُوْلٍ وَمَرْمِيٍّ وَمِنْ غَيْرِهٖ كَاِسْمِ الْفَاعِلِ بِفَتْحِ مَاقَبْلَ الْاٰخِرِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) اسم مفعول کی تعریف کر کے اس کے عمل کی شرائط پیش کریں۔

(ج) غیرہ میں "ہ" ضمیر کا مرجع ذکر کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اسم مفعول وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہو، تاکہ دلالت کرے اس ذات پر جس پر فعل واقع ہو رہا ہے، اور اس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مفعول کے وزن پر آتا ہے، یا تو لفظاً جیسے: مضروبٌ، یا تقدیراً جیسے: مقولٌ اور مَرْمِيٌّ اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کی طرح ہوتا ہے آخری حرف کے ماقبل کے فتح کے ساتھ۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) اسم مفعول کی تعریف اور اس کے عمل کی شرائط:

اسم مفعول کی تعریف: اسم مفعول وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہو اور ایسی ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہے۔ جیسے: مضروب۔

اسم مفعول کے عمل کی شرائط: اسم مفعول کے عمل کے دو شرطی ہیں: (۱) حال یا استقبال کے معنیٰ میں ہو۔ (۲) اس سے پہلے پانچ چیزوں: مبتدا، ذوالحال، موصوف، ہمزۂ استفہام اور حرفِ نفی میں سے کوئی ایک ہو جس پر وہ اعتماد کیے ہوئے ہو۔

(ج) غیرہ میں "ہ" ضمیر کا مرجع:

غیرہ میں "ہ" ضمیر کا مرجع ثلاثی مجرد ہے۔

محل امتحان نمبر (۲۱)، ہدایۃ النحو ...ص (۵۲)

فَصْلٌ: اَلْبَدَلُ: تَابِعٌ يَنسب إِلَيْهِ مَانسبَ إِلٰى مَتْبُوْعِهٖ، وَهُوَ الْمَقْصُوْدُ بِالنِّسْبَةِ، دُوْنَ مَتْبُوْعِهٖ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) پوری عبارت کی تشریح کریں۔

(ج) بدل کی تعریف کریں۔

(د) بدل کی اقسام، نیز بدل کی تعریف کے فوائد قیود لکھیں۔

جواب

(الف) **ترجمہ:**

یہ چوتھی فصل ہے: بدل ایسا تابع ہے جس کی طرف نسبت کی گئی ہو اس چیز کی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جس کی نسبت کی گئی ہے اس کے متبوع کی طرف اور وہ نسبت سے مقصود ہو، نہ کہ اس کا متبوع۔

(ب) پوری عبارت کی تشریح:

فصل البدل تابع الخ: یہاں سے مصنف تابع کی چوتھی قسم: بدل کو بیان فرمارہے ہیں۔

(ج) بدل کی تعریف:

بدل: ایسا تابع ہے جس کی طرف اس چیز کی نسبت کی گئی ہو جس کی نسبت اس کے متبوع کی طرف کی گئی ہے، اور وہ نسبت سے خود مقصود ہو، اس کا متبوع مقصود نہ ہو۔ جیسے: جاءَ نِی زَیْدٌ أَخُوْکَ میں أخوک بدل ہے؛ اس لیے کہ آنے کی نسبت جو زید کی طرف ہورہی ہے وہ أخوک کی طرف بھی ہورہی ہے اور اس نسبت سے أخوک مقصود ہے، زید مقصود نہیں ہے۔

(د) بدل کی اقسام، نیز بدل کی تعریف کے فوائد قیود:

"تابع" بمنزلہ جنس ہے جو تمام توابع کو شامل ہے، "هو المقصود بالنسبة" کی قید سے صفت، تاکید اور عطف بیان نکل گئے؛ اس لیے کہ یہ نسبت سے مقصود نہیں ہوتے، "دون متبوعه" کی قید سے عطف بحرف نکل گیا؛ اس لیے کہ وہ اپنے متبوع کے ساتھ نسبت سے مقصود ہوتا ہے۔

بدل کی چار قسمیں ہیں:

(۱) بدل الکل (۲) بدل البعض (۳) بدل الاشتمال (۴) بدل الغلط

بدل الکل: وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کا مدلول ہو، یعنی دونوں سے ایک چیز مراد ہو۔ جیسے: جاءَ نِی زید أخوک. اس مثال میں أخوک بدل الکل ہے؛ اس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

لیے کہ اس کا مدلول وہی ہے جو مبدل منہ زید کا مدلول ہے۔

بدل البعض: وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا جز ہو، یعنی بدل اور مبدل منہ کے درمیان کلیت اور جزئیت کا تعلق ہو، مبدل منہ کل ہو اور بدل اس کا جز، جیسے: ضَرَبتُ زیداً رأسَهُ. اس مثال میں رأسه بدل البعض ہے؛ اس لیے کہ اس کا مدلول مبدل منہ زید کے مدلول کا جز ہے۔

بدل الاشتمال: وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کا متعلق ہو (یعنی بدل اور مبدل منہ کے درمیان کلیت اور جزئیت کے علاوہ کوئی اور تعلق ہو) جیسے: سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُهُ. اس مثال میں ثوبه بدل الاشتمال ہے؛ اس لیے کہ یہ مبدل منہ زید کا متعلق ہے۔

بدل الغلط: وہ بدل ہے جو غلطی کے بعد کسی دوسرے لفظ سے ذکر کیا جائے۔ جیسے: جاء نی زیدٌ جعفر اور رأیتُ رجلًا حمارًا. پہلی مثال میں جعفر اور دوسری مثال میں حمار بدل الغلط ہے؛ اس لیے کہ یہ غلطی کے بعد ذکر کیے گئے ہیں۔

محل امتحان نمبر (۲۲)، ہدایۃ النحو ...ص (۵۳)

فَصْلٌ عَطْفُ الْبَیَانِ: تَابِع غَیْر صِفَة، یوضح مَتْبُوْعه، وَهُوَ أَشْهَرُ اسمی شیء نَحْو: قَامَ أَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ، وَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) عبارت کا مطلب لکھیں۔

(ج) عطفِ بیان کی تعریف مع فوائد قیود لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمة:

عطف بیان ایسا تابع ہے جو صفت کے علاوہ ہو اور اپنے متبوع کی وضاحت

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کر رہا ہو، اور وہ کسی چیز کے دو ناموں میں سے زیادہ مشہور ہوتا ہے، جیسے: قَامَ أَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ (ابو حفص عمر کھڑے ہوئے) اور قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ اِبْنُ عُمَرَ (عبداللہ ابن عمر کھڑے ہوئے)۔

(ب) عبارت کا مطلب:

عطف البیان الخ: یہاں سے مصنف تابع کی پانچویں قسم: عطفِ بیان کو بیان فرما رہے ہیں۔

(ج) عطفِ بیان کی تعریف مع فوائد قیود:

عطفِ بیان کی تعریف: عط بیان ایسا تابع ہے جو صفت کے علاوہ ہو اور اپنے متبوع کی وضاحت کر رہا ہو۔ جیسے: قَامَ أَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ میں عمر عطف بیان ہے؛ اس لیے کہ یہ صفت کے علاوہ ہے اور اپنے متبوع أبو حفص کی وضاحت کر رہا ہے۔ کسی چیز کے دو ناموں میں سے جو زیادہ مشہور ہو اسی کو عطفِ بیان بنایا جاتا ہے، خواہ وہ اصلی نام ہو۔ جیسے: مذکورہ مثال میں عمر عطف بیان ہے اور یہ حضرت عمر کا اصلی نام ہے یا کنیت ہو، جیسے: قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرُ میں ابن عمر عطف بیان ہے جو کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی کنیت ہے۔

فائدہ: عطف بیان میں متبوع کو مبیَّن یا معطوف علیہ اور تابع کو عطف بیان کہتے ہیں۔

فوائد قیود: "تابع" بمنزلہ جنس ہے جو تمام توابع کو شامل ہے، "غیر صفة" کی قید سے صفت نکل گئی۔ "یوضح متبوعه" کی قید سے عطف بیان کے علاوہ باقی تمام توابع نکل گئے؛ اس لیے کہ وہ متبوع کی وضاحت نہیں کرتے ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۲۳)، ہدایۃ النحو ...ص (۵۳-۵۴)

وَلَايَلْتَبِسُ بِالْبَدَلِ لَفْظًا فِيْ مِثْلِ قَوْلِ الشَّاعِرِ:

ابْنُ التَّارِكِ الْبَكْرِيِّ بِشْرٍ ❁ عَلَيْهِ الطَّيْرُ تَرْقُبُهُ وُقُوْعًا

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) ولایلتبس سے مصنفؒ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ بوضاحت لکھیں؛ نیز شعر کی وضاحت کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور التباس نہیں ہوتا ہے عطفِ بیان کا بدل کے ساتھ لفظاً شاعر کے قول: أَنَا ابْنُ التَّارِكِ الْبَكْرِيِّ بِشْرٍ ☆ عَلَيْهِ الطَّيْرُ تَرْقُبُهُ وُقُوْعًا جیسی مثالوں میں (میں بکری بشر کو قتل کر کے اس حال میں چھوڑنے والے کا بیٹا ہوں کہ پرندے اس پر گرتے ہوئے اس کی موت کا انتظار کر رہے ہیں)۔

(ب) ولایلتبس سے مصنفؒ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

ولایلتبس بالبدل لفظًا الخ: یہاں سے مصنف ایک ضابطہ بیان فرما رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ:

عطفِ بیان کا بدل کے ساتھ معنیٰ کے اعتبار سے تو التباس نہیں ہوتا؛ اس لیے کہ بدل نسبت سے مقصود ہوتا ہے اور عطفِ بیان مقصود نہیں ہوتا؛ بلکہ اپنے متبوع کی وضاحت کرتا ہے؛ البتہ لفظوں کے اعتبار سے (یعنی ترکیب میں) عطف بیان کا بدل کے ساتھ التباس ہوتا ہے اس طور پر کہ جہاں مبین اور عطف بیان کی ترکیب ہوتی ہے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وہاں مبدل منہ اور بدل کی ترکیب بھی ہوسکتی ہے، یعنی ہر جگہ عطفِ بیان کو ترکیب میں بدل بنایا جاسکتا ہے؛ چنانچہ قام أبو حفص عمر میں أبو حفص کو مبدل منہ اور عمر کو بدل کہنا صحیح ہے۔

لیکن اگر صیغۂ صفت معرف باللام کسی دوسرے معرف باللام کی طرف مضاف ہو اور اس مضاف الیہ سے کوئی عطفِ بیان واقع ہو تو وہاں لفظوں کے اعتبار سے بھی عطف بیان کا بدل کے ساتھ التباس نہیں ہوتا، یعنی وہاں عطفِ بیان کو ترکیب میں بدل نہیں کہہ سکتے، جیسے: شاعر کا قول ہے: شعر

ابْنُ التَّارِكِ الْبَكْرِيِّ بِشْرٍ ❁ عَلَيْهِ الطَّيْرُ تَرْقُبُهُ وُقُوْعًا

ترجمہ: میں بکری بشر کو قتل کرکے اس حال میں چھوڑنے والے کا بیٹا ہوں کہ اس پر پرندے گرتے ہوئے اس کی موت کا انتظار کررہے ہیں۔

شعر کی وضاحت:

اس شعر میں "التارک" اسم فاعل "البکری" معرف باللام کی طرف مضاف ہے اور البکری مبین اور "بشر" اس سے عطف بیان ہے، یہاں البکری کو مبدل منہ اور بشر کو بدل نہیں کہا جاسکتا؛ اس لیے کہ بدل تکرارِ عامل کے حکم میں ہوتا ہے، یعنی جو عامل مبدل منہ کا ہوتا ہے وہی بدل کا بھی عامل ہوتا ہے؛ چنانچہ جاء نی زید جائني أخوک کے معنیٰ میں ہے؛ لہٰذا اس اعتبار سے اگر بشر کو بدل قرار دیا جائے تو اس صورت میں جس طرح التارکُ البکریِّ التارکُ بِشْرٍ اور یہ صحیح نہیں ہے؛ اس لیے کہ صیغہ صفت معرف باللام کی اضافت معرف باللام کی طرف تو جائز ہے، جیسے: الحسنُ الوجہِ؛ لیکن اصح قول کے مطابق صیغہ صفت معرف باللام کی اضافت غیر معرف باللام کی طرف جائز نہیں ہے؛ لہٰذا یہاں بشر، البکری سے عطف بیان ہی ہوسکتا ہے، بدل نہیں ہوسکتا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۲۴)، ہدایۃ النحو ...ص (۵۴)

وَهُوَ اِسْمٌ: وَقَعَ غَيْرَ مُرَكَّبٍ مَعَ غَيْرِهٖ؛ مثل أ، ب، ت، ث، وَمِثْلُ وَاحِدٍ وَاِثْنَانِ وَثَلَاثَة، وَكَلَفْظَة "زَيْد" وَحْدَه، فَإِنَّهٗ مَبْنِيٌّ بِالْفَعْلِ عَلَى السُّكُونِ، وَمُعَرَّبٌ بِالْقُوَّةِ، أَوْشَابَهَ مَبْنِيُ الْأَصْلِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) اسم مبنی کی تعریف کرتے ہوئے پوری عبارت کی تشریح اس طرح کریں کہ مثال سے واضح ہو جائے۔

جواب

(الف) ترجمۃ:

اور وہ (یعنی مبنی) ایسا اسم ہے جو اپنے علاوہ کے ساتھ مرکب نہ ہو۔ جیسے: الف، ب، ت، ث اور جیسے: واحد، اثنان اور ثلاثۃ، اور جیسے: تنہا لفظ زید، پس بلاشبہ یہ قسم سکون پر مبنی ہوتی ہے بالفعل اور معرب ہوتی ہے بالقوۃ یا مبنی الاصل کے مشابہ ہو۔

(ب) اسم مبنی کی تعریف اور پوری عبارت کی تشریح مثال سے وضاحت:

یہاں سے مصنف اسم مبنی کی تعریف اور اس کے اقسام واحکام کو بیان فرمارہے ہیں:

اسم مبنی کی تعریف: اسم مبنی وہ اسم ہے جو اپنے علاوہ کے ساتھ مرکب نہ ہو، یا مبنی الاصل سے مشابہت رکھتا ہو۔ اس کا دوسرا نام اسم غیر متمکن ہے۔

اسم مبنی کی تعریف کے دو جز ہیں:

(۱) "اسمٌ وقع غير مركبٍ مع غيره": (اپنے علاوہ کے ساتھ مرکب نہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہو)، یہاں عدمِ ترکیب سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے علاوہ کے ساتھ اس طرح مرکب نہ ہو وہاں عامل موجود ہو، اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) یا تو مرکب ہی نہ ہو۔ جیسے: غُلامُ زیدٍ میں غلام مبنی ہے؛ اس لیے کہ یہ اگرچہ اپنے علاوہ زید کے ساتھ مرکب ہے؛ لیکن یہاں عامل موجود نہیں ہے۔ اسم مبنی کی یہ قسم بالفعل سکون پر مبنی ہوتی ہے اور بالقوۃ معرب ہوتی ہے، بالقوۃ معرب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں معرب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں معرب ہونے کی صلاحیت ہوتی ہے؛ چنانچہ اگر اس پر کوئی عامل آجائے تو یہ معرب ہوجاتی ہے۔ جیسے: قرأتُ الباءَ، رأیتُ زیدًا.

(۲) "أو شابه مبنيّ الأصل": ن (یا وہ اسم مبنی الاصل سے مشابہت رکھتا ہو)، مشابہت یہاں مناسبت کے معنیٰ میں ہے اور مناسبت سے وہ مناسبت مراد ہے جو نحویوں کے یہاں اسم کے مبنی ہونے میں مؤثر ہوتی ہے، مناسبتِ مؤثرہ کی سات شکلیں ہیں، جن میں سے مصنف نے یہاں تین شکلیں بیان فرمائی ہیں:

(۱) اسم اپنے معنیٰ پر دلالت کرنے میں حرف مبنی الاصل کی طرح دوسرے کلمہ کا محتاج ہو۔ جیسے: اسمائے اشارہ۔ ھؤلاء وغیرہ مبنی ہیں؛ اس لیے کہ جس طرح حرف اپنے معنیٰ پر دلالت کرنے میں دوسرے کلمہ کا محتاج ہوتا ہے، اسی طرح اسمائے اشارہ بھی اپنے معنیٰ کی تعیین میں مشارٌ الیہ کے محتاج ہوتے ہیں۔

(۲) اسم تعدادِ حروف میں حرف مبنی الاصل کے مشابہ ہو، یعنی تین حروف سے کم پر مشتمل ہو۔ جیسے: مَنْ اور ذَا مبنی ہیں؛ اس لیے کہ تعدادِ حروف میں ان کو حرف مبنی الاصل مِنْ اور عَنْ سے مشابہت ہے۔

(۳) اسم حرف مبنی الاصل کے معنیٰ کو متضمن ہو۔ جیسے: أحد عشر (گیارہ) سے تسعة عشر (اُنیس) تک کی گنتیاں، ان کا دوسرا جز مبنی ہے؛ اس لیے کہ وہ واوُ حرفِ عطف کے معنیٰ کو متضمن ہے، یہ اصل میں أحدٌ و عشرٌ اور تسعةٌ و عشرٌ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تھے، واؤ کو حذف کر کے دونوں اسموں کو ملا کر ایک کر دیا گیا۔ اور اثنا عشر کے علاوہ ان سب کا پہلا جز بھی مبنی ہے؛ اس لیے کہ اس کا آخری حرف درمیان میں واقع ہے، اور جو حرف درمیان میں واقع ہو وہ اعراب کا محل نہیں ہوتا۔ (بقیہ شکلوں کو صفحہ..... پر ملاحظہ فرمائیں)۔ اسم مبنی کی یہ قسم (یعنی جو مبنی الاصل سے مشابہت رکھتی ہے) ہمیشہ مبنی ہوتی ہے، کبھی معرب نہیں ہوتی، خواہ اپنے علاوہ کے ساتھ مرکب ہو یا مرکب نہ ہو۔

محل امتحان نمبر (۲۵)، ہدایۃ النحو...ص (۵۵)

فَصْلُ الْمُضْمَرِ: اِسْم وضع لِيَدلّ عَلٰى مُتَكَلِّمٍ أَوْمُخَاطَب أَوْغَائِب تَقدّم ذكره، لَفْظًا أَوْمَعْنًى أَوْحُكْمًا، وَهُوَ عَلٰى قِسْمَيْنِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب بیان کرتے ہوئے لفظاً، معنیً اور حکماً کا مطلب لکھیں۔

(ج) ضمیر کی اقسام لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمة:

یہ پہلی فصل ہے: ضمیر ایسا اسم ہے جو وضع کیا گیا ہوتا کہ دلالت کرے متکلم، یا مخاطب یا ایسے غائب پر جس کا ذکر لفظاً یا معناً یا حکماً پہلے ہو چکا ہو۔

(ب) مطلب:

فصل: المضمر اسم الخ: یہاں سے مصنف اسم مبنی کی پہلی قسم مضمرات کو بیان فرما رہے ہیں:

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ضمیر کی تعریف: ضمیر وہ اسم مبنی ہے جو متکلم یا مخاطب یا ایسے غائب پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو جس کا ذکر لفظاً یا معنیً یا حکماً ہو چکا ہو۔ جیسے: أَنَا (یہ متکلم پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے)، أَنْتَ (یہ مخاطب پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے) اور هُوَ یہ ایسے غائب پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے جس کا ذکر لفظاً یا معنیً یا حکماً ہو چکا ہو)۔

لفظاً مذکور ہونے کا مطلب:

یہ ہے کہ وہ غائب جس کی طرف ضمیر لوٹ رہی ہے لفظوں میں مذکور ہو، خواہ حقیقۃً ماقبل میں اس کا ذکر ہو چکا ہو۔ جیسے: ضرب زیدٌ غُلامه میں هاء ضمیر زید کی طرف لوٹ رہی ہے جو یہاں لفظوں میں مذکور ہے اور ماقبل میں حقیقۃً اس کا ذکر ہو چکا ہے، یا تقدیراً ماقبل میں اس کا ذکر ہو چکا ہو؛ جیسے: ضرب غلامهُ زیدٌ میں هاء ضمیر زید کی طرف لوٹ رہی ہے اور زید کا ذکر ماقبل میں تقدیراً ہو چکا ہے؛ اس لیے کہ زید یہاں فاعل ہے اور فاعل رتبہ اور درجہ کے اعتبار سے مفعول بہ پر مقدم ہوتا ہے؛ لہٰذا اس اعتبار سے زید یہاں غلامہ پر مقدم ہے۔

معنیً مذکور ہونے کا مطلب:

یہ ہے کہ وہ غائب ماقبل میں لفظوں میں مذکور نہ ہو؛ بلکہ معنیٰ کے اعتبار سے مذکور ہو، یعنی وہ ماقبل کے کسی لفظ یا کلام کے سیاق (مضمون) سے سمجھا جا رہا ہو۔ جیسے: اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (عدل یعنی انصاف کرو اور وہ یعنی عدل تقویٰ کے زیادہ قریب ہے)، اس مثال میں هو ضمیر عدل کی طرف لوٹ رہی ہے جو ماقبل میں لفظوں میں تو مذکور نہیں ہے؛ البتہ اِعْدِلُوْا فعل سے سمجھا جا رہا ہے؛ اس لیے کہ ہر فعل مصدر پر دلالت کرتا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حکماً مذکور ہونے کا مطلب:

یہ ہے کہ ضمیر کا مرجع لفظاً یا معنیً ماقبل میں مذکور نہ ہو؛ بلکہ متکلم کے ذہن میں موجود ہو؛ کیونکہ جب وہ متکلم کے ذہن میں موجود ہے تو گویا وہ حکماً ماقبل میں مذکور ہے، ایسا ضمیر شان اور ضمیر قصہ میں ہوتا ہے۔ جیسے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ میں هُوَ ضمیر شان کا مرجع "اللّٰه أحد" ہے، جو متکلم کے ذہن میں موجود ہونے کی وجہ سے حکماً مذکور ہے اور جیسے إنّها زينبُ قائمة میں ها ضمیر قصہ کا مرجع "زينب قائمةٌ" ہے جو متکلم کے ذہن میں موجود ہونے کی وجہ سے حکماً مذکور ہے۔

(ج) ضمیر کی اقسام:

ضمیر کی دو قسمیں ہیں: (۱) ضمیر متصل (۲) ضمیر منفصل

ضمیر متصل: وہ ضمیر ہے جو تنہا استعمال نہ ہوتی ہو؛ بلکہ اپنے عامل کے ساتھ استعمال ہوتی ہو (یعنی اصطلاحِ نحاۃ میں عامل سے ملے بغیر تنہا اس کا تلفظ صحیح نہ ہو) جیسے: ضربتُ میں "ت" ضمیر متصل ہے؛ اس لیے کہ یہ تنہا استعمال نہیں ہوتی؛ بلکہ اپنے عامل کے ساتھ استعمال ہوتی ہے۔

ضمیر منفصل: وہ ضمیر ہے جو عامل سے ملے بغیر تنہا استعمال ہوسکتی ہو (یعنی اصطلاحِ نحاۃ میں عامل سے ملے بغیر تنہا اس کا تلفظ کرنا صحیح ہو) جیسے: أنا، أنت وغیرہ ضمیر منفصل ہیں؛ اس لیے کہ یہ عامل سے ملے بغیر تنہا استعمال ہوسکتی ہیں۔

محل امتحان نمبر (۲۶)، ہدایۃ النحو ... ص (۵۶)

وَاعْلَمْ أَنَّ لَهُمْ ضَمِيْرًا يَقَعُ قَبْلَ جُمْلَةٍ تفسره، وَيُسَمّٰى: ضَمِيْرُ الشَّانِ فِي الْمُذَكَّرِ. وَضَمِيْرُ الْقِصَّةِ فِي الْمُؤَنَّثِ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب بیان کرتے ہوئے ضمیر قصہ اور ضمیر شان کی تعریف کریں اور مثال بھی پیش کریں۔

جواب

(الف) ترجمة:

اور جان لیجیے کہ نحویوں کے یہاں ایک ایسی ضمیر ہے، جو ایسے جملے سے پہلے واقع ہوتی ہے جو اس کی تفسیر کرتا ہے اور نام رکھا جاتا ہے اس کا ضمیر شان مذکر میں اور ضمیر قصہ مؤنث میں۔

(ب) مطلب اور ضمیر قصہ اور ضمیر شان کی تعریف نیز مثال بھی:

واعلم أنّ لهم ضميراً يقع الخ: یہاں سے مصنف ضمیر شان اور ضمیر قصہ کو بیان فرمارہے ہیں۔

ضمیر شان کی تعریف: ضمیر شان وہ ضمیر مذکور ہے جس کا ماقبل میں لفظاً یا معنیً کوئی مرجع مذکور نہ ہو اور اس کے بعد جملہ خبریہ ہو جو اس کی تفسیر کر رہا ہو۔ جیسے: قُل هو اللّٰه أحد میں هو ضمیر شان ہے؛ اس لیے کہ اسکا ماقبل میں لفظاً یا معنیً کوئی مرجع مذکور نہیں ہے اور اس کے بعد "اللّٰه أحد" جملہ خبریہ ہے جو اس کی تفسیر کر رہا ہے۔

ضمیر قصہ کی تعریف: ضمیر قصہ وہ ضمیر مؤنث ہے جس کا ماقبل میں لفظاً یا معنیً کوئی مرجع مذکور نہ ہو اور اس کے بعد جملہ خبریہ ہو جو اس کی تفسیر کر رہا ہو۔ جیسے: إنها زينب قائمة میں ها ضمیر قصہ ہے؛ اس لیے کہ اس کا ماقبل میں لفظاً یا معنیً کوئی مرجع مذکور نہیں ہے اور اس کے بعد "زينبُ قائمة" جملہ خبریہ ہے جو اس کی تفسیر کر رہا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۲۷)، ہدایۃ النحو ...ص (۵۷)

فَصْلٌ: اَلْمَوْصُوْلُ: اِسْمٌ لَايَصْلُحُ أَنْ يَكُوْنَ جُزْئًا تَامًّا مِنْ جُمْلَةٍ، إِلَّا بِصِلَةٍ بَعْدَهُ. وَالصِّلَةُ: جُمْلَةٌ خَبَرِيَّةٌ، وَلَابُدَّ مِنْ عَائِدٍ فِيْهَا، يَعُوْدُ إِلَى الْمَوْصُوْلِ؛ مِثَالُهُ: "اَلَّذِيْ" فِيْ قَوْلِنَا: جَاءَ الَّذِيْ أَبُوْهُ قَائِمٌ، أَوْقَامَ أَبُوْهُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) اسم موصول وصلہ کی تعریف کرتے ہوئے پوری عبارت کا مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمة:

یہ تیسری فصل ہے: اسم موصول وہ اسم ہے جو جملہ کا جزء تام بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو؛ مگر ایسے صلہ کے ساتھ جو اس کے بعد ہو۔ اور صلہ جملہ خبریہ ہوتا ہے اور اس میں ایک عائد کا ہونا ضروری ہے جو اسم موصول کی طرف لوٹے، اس کی مثال الذي ہے ہمارے قول: جَاءَ الَّذِيْ أَبُوْهُ قَائِمٌ اَوْقَام أَبُوْهُ میں (میرے پاس وہ شخص آیا جس کا باپ کھڑا ہے)۔

(ب) اسم موصول وصلہ کی تعریف اور پوری عبارت کا مطلب:

فصل: الموصول الخ: یہاں سے مصنف اسم مبنی کی تیسری قسم: اسمائے موصولہ کو بیان فرما رہے ہیں۔

اسم موصول کی تعریف: اسم موصول وہ اسم مبنی ہے جو بغیر صلہ کے جملہ کا جزء تام نہ بن سکے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

صلہ: وہ جملہ خبریہ ہے جو اسم موصول کے بعد اس کے معنیٰ پورا کرنے کے لیے لایا جائے، صلہ میں اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے۔ جیسے: جاء الذي أبوه قائم میں الذي اسم موصول ہے؛ اس لیے کہ یہ بغیر صلہ کے جملہ کا جزء تام نہیں بن سکتا، اور أبوه قائم جملہ خبریہ صلہ ہے؛ اس لیے کہ یہ الذي اسم موصول کے بعد اس کے معنیٰ پورا کرنے کے لیے لایا گیا ہے۔

فائدہ: صلہ ہمیشہ جملہ خبریہ ہوتا ہے خواہ جملہ خبریہ حقیقۃً ہو، جیسے: مذکورہ مثال میں أبوه قائم اور جاء الذي قام أبوه میں قام أبوه صلہ ہے جو حقیقۃً جملہ خبریہ ہے، پہلا جملہ اسمیہ خبریہ ہے اور دوسرا جملہ فعلیہ خبریہ، یا جملہ خبریہ حکماً ہو (یعنی جملہ خبریہ کے معنیٰ میں ہو) جیسے: جاء نی الضارب زیداً میں ضاربٌ زیداً الف لام بمعنیٰ الذي اسم موصول کا صلہ ہے جو حکماً جملہ خبریہ ہے؛ اس لیے کہ یہ یضرب زیداً کے معنیٰ میں ہے۔ جملہ انشائیہ صلہ نہیں بن سکتا۔

اسمائے موصولہ یہ ہیں: الذي واحد مذکر کے لیے، الّذان اور الّذین تثنیہ مذکر کے لیے، التي واحد مؤنث کے لیے، الّلتان اور الّلتین تثنیہ مؤنث کے لیے، الذین اور الأُلیٰ جمع مذکر کے لیے، الّلاتي، الّلواتي، اللاء اور اللائی جمع مؤنث کے لیے، ما اور مَنْ بمعنیٰ الذي، یہ دونوں واحد تثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث کے لیے استعمال ہوتے ہیں؛ البتہ "مَن" اکثر ذوی العقول کے لیے اور "ما" اکثر غیر ذوی العقول کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: جاء نی مَن ضربک اور عَرَفْتُ مَا عَرَفْتَه اور کبھی یہ مجازاً ایک دوسرے کی جگہ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: "یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" میں مَنْ، مَا کی جگہ غیر ذوی العقول کے لیے اور "وَالسَّمَآءَ وَمَا بَنٰاهَا" میں مَا، من کی جگہ ذوی العقول کے لیے استعمال ہوا ہے۔ "أيٌّ" واحد، تثنیہ اور جمع مذکر کے لیے آتا ہے، جیسے: ضربتُ أيُّهم في الدار (مار امیں نے ان میں کے اس شخص کو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جو گھر میں ہے)۔اور "أيَّة" واحد، تثنیہ اور جمع مؤنث کے لیے آتا ہے، جیسے: ضربت أيتهنَّ في الدار (مارا میں نے ان میں کی اس عورت کو جو گھر میں ہے)۔اور ذُو بمعنیٰ الذي بنی طے کی لغت میں۔

محل امتحان نمبر (۲۸)، ہدایۃ النحو ...ص (۵۶)

فَصْلٌ: أَسْمَاءُ الْأَفْعَالِ: هُوَ كُلُّ اِسْمٍ: بِمَعْنٰى "الْأَمْرُ" وَ "الْمَاضِي"؛ نَحْوُ: رُوَيْدَ زَيْدًا؛ أَيْ: أَمْهِلْهُ. وَهَيْهَاتَ زَيْدٌ؛ أَيْ: بَعُدَ. أَوْ كَانَ عَلٰى وَزْنِ "فَعَالِ" بِمَعْنَى الْأَمْرِ. وَهُوَ مِنَ الثُّلَاثِي قِيَاسٌ؛ كـ: نَزَالِ بِمَعْنٰى: اِنْزِلْ وَتَرَاكِ بِمَعْنٰى: اُتْرُكْ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) عبارت کے ہر ہر جزء کی وضاحت کریں نیز اسم فعل کی تعریف کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

یہ چوتھی فصل ہے: اسماءِ افعال، وہ (یعنی اسم فعل) ہر ایسا اسم ہے جو امر حاضر اور ماضی کے معنیٰ میں ہو، جیسے: رُوَيْدَ زَيْدٌ، یہ أَمْهِلْهُ کے معنیٰ میں ہے (زید کو چھوڑ)، اور هَيْهَاتَ زَيْدٌ یہ بَعُدَ زَيْدٌ کے معنیٰ میں ہے (زید دُور ہوا)، یا اس "فَعَالِ" کے وزن پر ہو جو امر حاضر کے معنیٰ میں ہوتا ہے، اور وہ ثلاثی مجرد سے قیاسی ہے، جیسے: نَزَالِ، یہ اِنْزِلْ امر حاضر کے معنیٰ میں ہے (تو اُتر) اور تَرَاكِ، یہ اُتْرُكْ امر حاضر کے معنیٰ میں ہے (تو چھوڑ)۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) عبارت کے ہر ہر جزء کی وضاحت؛ نیز اسم فعل کی تعریف:

فصل: اسماء الأفعال الخ: یہاں سے مصنف اسم مبنی کی چوتھی قسم: اسمائے افعال کو بیان فرمارہے ہیں۔

اسم فعل کی تعریف: اسم فعل وہ اسم مبنی ہے جو (وضع کے اعتبار سے) فعل کے معنیٰ میں ہو اور فعل کی علامتوں کو قبول نہ کرتا ہو۔ جیسے: رُوَیْدَ زَیْدًا میں رویدا اسم فعل ہے؛ اس لیے کہ یہ أمْهِلْ امر حاضر کے معنیٰ میں ہے اور فعل کی علامتوں کو قبول نہیں کرتا ہے۔ اسم فعل کی تین قسمیں ہیں:

(۱) اسم فعل بمعنیٰ امر حاضر (یعنی وہ اسم فعل جو امر حاضر کے معنیٰ میں ہو اور اس کا کوئی مخصوص وزن نہ ہو)، جیسے: رُوَیْدَ بمعنیٰ أَمْهِلْ امر حاضر، (چھوڑ)، بَلْهَ بمعنیٰ اُتْرُکْ امر حاضر (چھوڑ)، حَیَّهَلْ بمعنیٰ اَقْبِلْ امر حاضر (متوجہ ہو)، عَلَیْکَ بمعنیٰ اَلْزِمْ ن امر حاضر (لازم پکڑ)، دُوْنَکَ بمعنیٰ خُذْ امر حاضر (پکڑ)، هَا بمعنیٰ خُذ امر حاضر (پکڑ)۔ ان کے بعد آنے والا اسم مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے۔ جیسے: رویدَ زیداً (زید کو چھوڑ) یہ أمهل زیدا کے معنیٰ میں ہے، اور زیداً مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

(۲) اسم فعل بمعنیٰ فعل ماضی (یعنی وہ اسم فعل جو فعل ماضی کے معنیٰ میں ہو اور اس کا کوئی مخصوص وزن نہ ہو)، جیسے: هَیْهَاتَ بمعنیٰ بَعُدَ فعل ماضی (وہ دور ہوا)، شَتَّانَ بمعنیٰ اِفْتَرَقَ فعل ماضی (وہ جدا ہوا)، سُرْعَانَ بمعنیٰ سَرِعَ فعل ماضی (اس نے جلدی کی) وغیرہ، ان کے بعد آنے والا اسم فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوتا ہے، جیسے: هیهات زیدٌ (زید دور ہوا) یہ بَعُدَ زَیْدٌ کے معنیٰ میں ہے، اور زید فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

(۳) وہ اسم فعل جو فَعَالِ بمعنیٰ امر حاضر کے وزن پر ہو، یہ ثلاثی مجرد سے قیاس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کے مطابق آتا ہے، یعنی اکثر افعالِ ثلاثی مجرد سے اس وزن پر اسم فعل بمعنیٰ امر حاضر بنایا جاسکتا ہے، جیسے: نَزَالِ بمعنیٰ اِنْزِلْ امر حاضر (اُتر)، تَرَاکِ بمعنیٰ اُتْرُکْ امر حاضر (چھوڑ)، ضَرَابِ بمعنیٰ اِضْرِبْ امر حاضر (مار)، کَتَابِ بمعنیٰ اُکْتُبْ امر حاضر (لکھ) وغیرہ۔

محل امتحان نمبر (۲۹)، ہدایۃ النحو ...ص (۶۰)

فَصْلٌ: اَلْأَصْوَاتُ: كُلُّ لَفْظٍ، حُكِيَ بِهِ صَوْتٌ؛ كَـ: غَاقَ لِصَوْتِ الْغُرَابِ. أَوْصَوْت بِهِ الْبَهَائِم؛ كَـ: نَخ، لِإِنَاخَةِ الْبَعِيرِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) عبارت کا مطلب اس طرح لکھیں کہ تشنگی باقی نہ رہے؛ نیز اسم صوت کی تعریف بھی لکھیں۔ (ج) اصوات اسم ہیں یا نہیں؟

جواب

(الف) ترجمۃ:

یہ پانچویں فصل ہے: اصوات ہر ایسا لفظ ہے جس کے ذریعہ کسی چیز کی آواز نقل کی جائے، جیسے: غَاقِ، کوّے کی آواز کے لیے، یا اس کے ذریعہ چوپاؤں کو آواز دی جائے، جیسے: "نَخْ"، اونٹ کو بٹھانے کے لیے۔

(ب) عبارت کا مطلب نیز اسم صوت کی تعریف:

یہاں سے مصنف اسم مبنی کی پانچویں قسم: اسمائے اصوات کو بیان فرمارہے ہیں۔

اسم صورت کی تعریف: اسم صوت ہر ایسا لفظ ہے جس کے ذریعہ کسی چیز کی آواز نقل کی جائے یا کسی چوپائے وغیرہ کو آواز دی جائے، اوّل کی مثال، جیسے: غَاقِ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بمساقِ)، أُحْ أُحْ (کھانسی کی آواز)، أُفْ أُفْ (درد کی آواز)، بَخْ بَخْ (خوشی کی آواز)، ثانی کی مثال، جیسے: نَخْ نَخْ (اونٹ بٹھانے کے لیے)۔

اسمائے اصوات کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ترکیب میں واقع نہیں ہوتے ہیں اور جو ترکیب میں واقع نہ ہو وہ مبنی ہوتا ہے۔

نوٹ: ترکیب میں واقع ہونے کے وقت اسمائے اصوات اکثر صورتوں میں معرب ہوتے ہیں اور کچھ صورتیں ایسی بھی ہیں جن میں ان کا معرب اور مبنی ہونا دونوں جائز ہے۔

(ج) اصوات اسم ہیں یا نہیں؟

اصوات اسم ہیں یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، کچھ نحویین کی رائے یہ ہے کہ دیگر اسمائے مبینہ کی طرح اصواب بھی اسم ہیں۔ اور بعض نحویین کی رائے یہ ہے کہ یہ اسم نہیں ہیں؛ بلکہ ان کو اسماء کے ساتھ لاحق کر کے اسمائے مبینہ میں شمار کیا گیا ہے۔ مصنف نے اصواب کی تعریف میں "کل اسم" کے بجائے "کل لفظ" کہہ کر ان لوگوں کی رائے کو اختیار کیا ہے جو اصوات کو اسم نہیں مانتے؛ بلکہ ان کو الفاظ مہملہ قرار دیتے ہیں؛ اس لیے کہ لفظ: موضوع اور مہمل تمام الفاظ کو شامل ہے، جبکہ "النحو الوافی" میں ان لوگوں کے مذہب کو راجح قرار دیا ہے جو اصوات کو دیگر اسمائے مبنیہ کی طرح اسم مانتے ہیں، اور جو لوگ ان کو اسم نہیں مانتے ان کی تردید کی ہے۔

محل امتحان نمبر (۳۰)، ہدایۃ النحو ...ص (۶۱)

وَاعْلَمْ أَنَّ "كَمْ" عَلٰى قِسْمَيْنِ: اِسْتِفْهَامِيَة؛ وَمَابَعْدَهَا مَنْصُوْبٌ مُفْرَدٌ عَلَى التَّمْيِيْزِ؛ نَحْوُ: كَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ. وَخَبَرِيَّةٌ وَمَابَعْدَهَا مَجْرُوْرٌ: مُفْرَدٌ؛ نَحْو: كَمْ مَالٍ أَنْفَقْتُهُ. أَوْمَجْمُوْعٌ؛ نَحْو: كَمْ رِجَالٍ لَقِيْتُهُمْ، وَمَعْنَاهُ: التَّكْثِيْر.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) عبارت کا مطلب لکھیں۔
(ج) کم خبریہ کی تمیز کب منصوب ہوتی ہے؟ بوضاحت لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور جان لیجیے کہ "کم" کی دو قسمیں ہیں: (۱) کم استفہامیہ، اور اس کے بعد آنے والا اسم مفرد منصوب ہوتا ہے تمیز کی بنا پر، جیسے: کَمْ رَجُلًا عِنْدَکَ (کتنے مرد ہیں تیرے پاس)۔ (۲) کم خبریہ، اور اس کے بعد آنے والا اسم مفرد مجرور ہوتا ہے، جیسے: کَمْ مَالٍ أَنْفَقْتُه (کتنا ہی مال ہے جس کو میں نے خرچ کیا)۔ یا جمع مجرور ہوتا ہے، جیسے: کَمْ رِجَالٍ لَقِيْتُهُمْ (کتنے ہی لوگ ہیں جن سے میں نے ملاقات کی)، اور اس کے معنیٰ تکثیر کے ہیں۔

(ب) عبارت کا مطلب:

واعلم أن كل على قسمين الخ: یہاں سے مصنف اسمائے کنایہ میں سے "کم" کے احکام بیان فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں، کہ کَمْ کی دو قسمیں ہیں: (۱) کم استفہامیہ (یعنی جو استفہام کے معنیٰ کو شامل ہو)، (۲) کم خبریہ (یعنی جو استفہام کے معنیٰ کو شامل نہ ہو)۔

کم استفہامیہ کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے، جیسے: کم رجلًا عندک (کتنے مرد ہیں تیرے پاس)۔ اور کم خبریہ کی تمیز اضافت کی وجہ سے مجرور ہوتی ہے، کبھی مفرد مجرور ہوتی ہے، جیسے: کم مالٍ أنفقتُه. (میں نے کتنا ہی مال خرچ کیا)۔ اور کبھی جمع مجرور ہوتی ہے، جیسے: کَمْ رِجَالٍ لَقِيْتُهُمْ (میں نے کتنے ہی مردوں سے ملاقات کی)۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) کم خبریہ کی تمیز کب منصوب ہوتی ہے؟

کم خبریہ کی تمیز اس وقت مجرور ہوتی ہے جبکہ کم خبریہ اور اس کی تمیز کے درمیان کسی چیز کا فصل نہ ہو، جیسا کہ مذکورہ مثالوں میں کم خبریہ کی تمیز مجرور ہے؛ اس لیے کہ درمیان میں کسی چیز کا فصل نہیں ہے، اور اگر کم خبریہ اور اس کی تمیز کے درمیان کسی چیز کا فصل ہو تو وہاں کم خبریہ کی تمیز منصوب ہوتی ہے، مجرور نہیں ہوتی (پسندیدہ قول یہی ہے)، جیسے: كَمْ عِنْدِيْ رَجُلًا (میرے پاس کتنے ہی مرد ہیں)۔

ومعناه التكثير الخ: کم خبریہ کے معنیٰ تکثیر کے ہیں، یعنی کم خبریہ زیادتی کی انشاء پر دلالت کرتا ہے، اسی لیے کم خبریہ کا ترجمہ "بہت سے" اور "کتنے ہی" سے کیا جاتا ہے۔

محل امتحان نمبر (۳۱)، ہدایۃ النحو ...ص (۶۳)

اَلظُّرُوْفُ الْمَبْنِيَّةُ عَلٰى أَقْسَامٍ: مِنْهَا: مَاقطع عَنِ الْإِضَافَةِ بِأَنْ حُذِفَ الْمُضَافُ إِلَيْهِ؛ كـ: قَبْلُ، وَبَعْدُ، وَفَوْقُ، وَتَحْتُ؛ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لِلّٰهِ الْأَمْرُ، مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ﴾ أَيْ: مِنْ قَبْلِ كُلِّ شَيْءٍ، وَمِنْ بَعْدِ كُلِّ شَيْءٍ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) پوری عبارت کا مطلب لکھیں؛ نیز اسم ظرف کی تعریف کریں۔

جواب

(الف) ترجمة:

یہ آٹھویں فصل ہے: ظروفِ مبنیہ کی چند قسمیں ہیں: ان میں سے ایک قسم وہ ظروف ہیں جو مقطوع الاضافت ہوں اس طور پر کہ مضاف الیہ کو حذف

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کردیا جائے، جیسے: قَبْلُ، بَعْدُ، فَوْقُ اور تَحْتُ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿لِلّٰهِ الْأَمْرُ، مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ﴾ اس کی اصل: مِنْ قَبْلِ كُلِّ شَيْءٍ وَمِنْ بَعْدِ كلّ شيء ہے، (اللہ ہی کے لیے ہے حکومت ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کے بعد)۔

(ب) عبارت کا مطلب نیز اسمِ ظرف کی تعریف:

یہاں سے مصنف اسم مبنی کی آٹھویں قسم: ظروف مبنیہ کو بیان فرمارہے ہیں:

اسم ظرف کی تعریف: اسم ظرف وہ اسم ہے جو کسی کام کے وقت یا جگہ پر دلالت کرے، ظروف مبنیہ کی چند قسمیں ہیں:

ان میں سے ایک قسم وہ ظروف ہیں جو مقطوع الاضافت ہوں اس طور پر کہ ان کے مضاف الیہ کو لفظوں سے حذف کردیا گیا ہو؛ لیکن وہ متکلم کے دل میں موجود ہو۔ جیسے: قبل، بعد، فوق اور تحت، ان کو غایات بھی کہا جاتا ہے؛ اس لیے کہ غایت کے معنیٰ انتہا کے آتے ہیں اور مضاف الیہ پر کلام کی انتہاء ہوجاتی ہے؛ لیکن جب ان کے مضاف الیہ کو حذف کردیا گیا تو اب خود ان ہی پر کلام کی انتہا ہوجائے گی؛ اس لیے ان کو غایات کہتے ہیں۔

استعمال کے اعتبار سے ان کی تین صورتیں ہیں:

(۱) ان کا مضاف الیہ محذوف منوی (یعنی لفظوں سے حذف اور متکلم کے دل میں موجود ہو) اس صورت میں یہ مبنی برضمہ ہوتے ہیں، جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ (اللہ ہی کے لیے ہے حکومت ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کے بعد)، اس مثال میں قبل اور بعد مبنی برضمہ ہیں؛ اس لیے کہ یہاں ان کا مضاف الیہ کل شئ محذوف منوی ہے؛ کیونکہ اس کی اصل: لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ كُلِّ شَيْءٍ وَمِنْ بَعْدُ كُلِّ شَيْءٍ. ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۳۲)، ہدایۃ النحو ...ص (۶۵)

وَاعْلَمْ أَنَّهُ إِذَا أُضِيفَ الظُّرُوفُ إِلَى الْجُمْلَةِ أَوْ إِلَى "إِذَا"؛ جَازَ بِنَاؤُهَا عَلَى الْفَتْحِ؛ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِيْنَ صِدْقُهُمْ﴾ وَكَـ: يَوْمَئِذٍ وَحِيْنَئِذٍ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) مطلب لکھیں۔

(ج) اِذ کی طرف مضاف ہونے کی صورت میں مبنی ہونے کی وجہ کیا ہے؟ بوضاحت لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور جان لیجیے کہ جب اضافت کردجائے ظروف کی جملے یا "إذ" کی طرف تو جائز ہے اُن کو مبنی برفتحہ پڑھنا؛ جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: هٰذَا يَوْمَ يَنْفَعُ الصَّادِقِيْنَ صِدْقُهُمْ (یہ وہ دن ہے جس میں نفع دے گا سچوں کو ان کا سچ بولنا)، اور جیسے: حِيْنَئِذٍ اور يَوْمَئِذٍ.

(ب) مطلب:

اعلم أنه إذا أضيف الخ: یہاں سے مصنف ظروف غیر مبنیہ: يَوْمٌ، حِيْنٌ اور لَيْلٌ وغیرہ کا حکم بیان فرمارہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ وہ ظروف جو مبنی نہ ہوں اگر ان کی اضافت جملہ کی طرف یا "إذ" کی طرف کردی جائے تو ان کو مبنی برفتحہ پڑھنا جائز ہے، جملہ کی طرف مضاف ہونے کی مثال۔ جیسے: هٰذا يَوْمَ يَنْفَعُ الصَّادِقِيْنَ صِدْقُهُمْ (یہ ایسا دن ہے جس میں نفع دے گا سچوں کو ان کا سچ بولنا)، اس مثال میں یوم کو خبر ہونے کے باوجود جملہ کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے بطورِ جواز مبنی برفتحہ پڑھا گیا ہے۔ "إذ" کی طرف مضاف ہونے کی مثال،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جیسے: یَوْمَئِذٍ اور حِیْنَئِذٍ ان کی اصل: یوم إذ کان کذا اور یحین إذ کان کذا ہے۔

(ج) اِذ کی طرف مضاف ہونے کی صورت میں مبنی ہونے کی وجہ؟

ظروفِ غیر مبنیہ کے، جملے یا "إذ" کی طرف مضاف ہونے کی صورت میں مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ پہلی صورت میں بلا واسطہ اور دوسری صورت میں "إذ" کے واسطہ سے جملہ کی طرف مضاف ہوتے ہیں اور جملہ بعض نحویوں کے نزدیک مبنی الاصل ہے، اور یہ قاعدہ ہے کہ مضاف مضاف الیہ سے بناء یعنی مبنی ہونے کا وصف حاصل کر لیتا ہے، لہٰذا یہ بھی جملہ سے بناء حاصل کر لیں گے اور ان کو مبنی بر فتحہ پڑھنا جائز ہوگا؛ لیکن چوکہ یہ اصالۃً مفرد کی طرف مضاف ہوتے ہیں اور ان کی اضافت جملہ کی طرف عارضی ہے؛ اس لیے اس اضافت کا اعتبار نہ کرتے ہوئے ان کو معرب پڑھنا بھی جائز ہے؛ چنانچہ ایک قراءت میں هٰذا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ، یوم کے رفع کے ساتھ بھی آیا ہے۔

محل امتحان نمبر (۳۳)، ہدایۃ النحو ...ص (۶۶)

اِعْلَم أَنَّ الْاِسْمَ عَلٰی قِسْمَیْنِ: مَعْرِفَةٌ وَنَکِرَةٌ. اَلْمَعْرِفَةُ: اِسْمٌ وُضِعَ لِشَیْءٍ مُعَیَّنٍ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) عبارت کا مطلب؛ نیز معرفہ علم کی تعریف کریں مع فوائد قیود۔

جواب

(الف) ترجمہ:

جان لیجیے کہ اسم کی دو قسمیں ہیں: معرفہ اور نکرہ، معرفہ: وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہو کسی متعین چیز کے لیے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) مطلب؛ نیز معرفہ علم کی تعریف مع فوائد قیود:

اعلم أن الاسم الخ: یہاں سے مصنف عموم وخصوص کے اعتبار سے اسم کی اقسام کو بیان فرمارہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ عموم وخصوص کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں: (۱) معرفہ (۲) نکرہ۔

معرفہ: وہ اسم ہے جو کسی متعین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو، جیسے: زید، عمر وغیرہ۔ معرفہ کی چھ قسمیں ہیں: (۱) مضمرات (۲) اعلام (۳) مبہمات: یعنی اسمائے اشارہ اور اسمائے موصولہ، چونکہ اسمائے اشارہ مشارٌ الیہ کی طرف اشارۂ حسیہ کے بغیر اور اسمائے موصولہ کے بغیر مبہم ہوتے ہیں، اس لیے ان کو مبہمات کہا جاتا ہے (۴) معرف باللام (۵) وہ اسم جو ان میں سے کسی ایک کی طرف اضافت معنویہ کے طور پر مضاف ہو (۶) معرفہ بنداء۔

علم کی تعریف: علم وہ اسم ہے جو کسی متعین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو اور اس وضع میں وہ کسی دوسرے کو شامل نہ ہو۔ جیسے: زید، عمر، بکر اور مکۃ المکرمۃ وغیرہ۔

فوائد قیود: "ماوُضِعَ لشئ" معرفہ، نکرہ سب کو شامل ہے، "معین" کی قید سے نکرہ کو نکال دیا؛ اس لیے کہ نکرہ اس اسم کو کہتے ہیں جو غیر معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو، "لایتناول غیرہ" کی قید سے علم کے علاوہ معرفہ کی دس اقسام: مضمرات وغیرہ کو نکال دیا؛ اس لیے کہ وہ استعمال کے وقت دوسری چیزوں کو شامل ہوتی ہیں، "لایتناول غیرہ" کی قید سے علمِ مشترک (مثلاً زید جبکہ کئی آدمیوں کا نام ہو) بھی علم کی تعریف سے نکل گیا تھا؛ اس لیے کہ وہ اپنے علاوہ کو شامل ہوتا ہے۔ "بوضع واحد" کی قید لگا کر اس کو علم کی تعریف میں داخل کیا ہے؛ اس لیے کہ وہ غیر کو ایک وضع میں شامل نہیں ہوتا؛ بلکہ متعدد اوضاع میں شامل ہوتا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۳۴)، ہدایۃ النحو ...ص (۶۹)

وَاعْلَمْ أَنَّ "الْوَاحِدَ" وَ "الْاِثْنَيْنِ" لَامُمَيِّز لَهُمَا؛ لِأَنَّ لَفْظَ الْمُمَيَّزَ يُغْنِيْ عَنْ ذِكْرِ الْعَدَدِ فِيْهِمَا، تَقُوْلُ: عِنْدِيْ رَجُلٌ وَرَجُلَانِ. وَأَمَّاسَائِرُ الْأَعْدَادِ، فَلَابُدَّ لَهَا مِنْ مُمَيِّز؛ فَنَقُوْلُ مُمَيِّز "اَلثَّلَاثَة" إِلَى "الْعَشْرَةِ" مَخْفُوْضٌ مَجْمُوْعٌ؛ تَقُوْلُ: ثَلَاثَة رِجَالٍ، وَثَلَاثُ نِسْوَةٍ. إِلَّاإِذَاكَانَ الْمُمَيَّز لَفْظ "الْمِائَة" فَحِيْنَئِذٍ يَكُوْنُ مَخْفُوْضًا مُفْرَدًا، تَقُوْلُ: ثَلَا مِائَة وَتِسْع مائةٍ، وَالْقِيَاسُ: ثَلَاثُ مِآتٍ أَومِئِيْنٍ

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) پوری عبارت کی تشریح قلمبند کریں۔

جواب

(الف) ترجمة:

اور جان لیجیے کہ واحد اور اثنان کا کوئی ممیّز نہیں ہوتا؛ اس لیے کہ لفظ ممیّز بے نیاز کر دیتا ہے ان دونوں میں عدد کے ذکر سے، آپ کہیں گے: عِنْدِیْ رَجُلٌ وَرَجُلَانِ. بہرحال باقی اعداد: تو ضروری ہے ان کے لیے ممیّز (یعنی تمیز) کا ہونا، پس ہم کہتے ہیں کہ: ثلاثة سے عشرة تک کی تمیز جمع مجرور ہوتی ہے، آپ کہیں گے: ثلاث رجالٍ (تین مرد)، ثلاث نسوةٍ (تین عورتیں)۔ مگر جبکہ تمیز لفظ "مائة" ہو، تو اس وقت تمیز مفرد مجرور ہوتی ہے؛ آپ کہیں گے: ثلاث مائةٍ (تین سو) اور تسعُ مائة (نوسو)۔ اور قیاس (کا تقاضا) ثلاث مئاتٍ (یا ثلاث) مِئِیْنَ ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) پوری عبارت کی تشریح:

واعلم أن الواحد الخ: یہاں سے مصنف اسمائے عدد کی تمیز کے احکام بیان فرمارہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ واحد، اثنان اور اسی طرح واحدۃ اور اثنتان کی کوئی تمیز نہیں آتی؛ اس لیے کہ جس اسم کو ان کی تمیز بنائیں گے وہ خود اپنی ہیئت اور صیغہ کے اعتبار سے عدد یعنی ای اور دو پر دلالت کرے گا، عدد یعنی واحد اور اثنان وغیرہ کے ذکر کا محتاج نہیں ہوگا؛ لہٰذا وہ ان کی تمیز نہیں بن سکتا؛ اس لیے کہ تمیز ممیّز کی محتاج ہوتی ہے، ممیّز سے بے نیاز نہیں ہوتی، چنانچہ ایک مرد کے لیے عندی رجل، اور دو مردوں کے لیے عندی رجلان کہیں گے، عندی واحدٌ رجل اور عندی اثنان رجلان نہیں کہیں گے، اور جو اہلِ عرب رجل واحد اور رجلان اثنان بولتے ہیں وہ مؤکد کے قبیل سے ہے، ممیّز تمیز کے قبل سے نہیں۔

وأما سائر الأعداد الخ: البتہ واحد اور اثنان کے علاوہ بقیہ تمام اعداد کو تمیز کی ضرورت ہوتی ہے، اس سلسلہ میں قاعدہ یہ ہے کہ تین سے لے کر دس تک کی تمیز جمع مجرور ہوتی ہے، جیسے: ثلاثۃُ رجالٍ اور ثلاثُ نسوۃٍ؛ البتہ اگر تین سے لے کر دس تک کی تمیز لفظ مائۃ ہو تو اس صورت میں ان کی تمیز خلافِ قیاس مفرد مجرور ہوتی ہے۔ جیسے: ثلاثُ مائۃٍ اور تسع مائۃٍ؛ قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس صورت میں بھی ان کی تمیز جمع مجرور ہو اور مثلاً: ثلاثُ مئاتٍ یا ثلاث مئین کہیں۔

محل امتحان نمبر (۳۵)، ہدایۃ النحو ... ص (۷۰)

فَصْلٌ: اَلْاِسْمُ: إِمَّامُذَكَّرٌ، وَكِمَّا مُؤَنَّثٌ. فَالْمُؤَنَّثُ: مَافِيْهِ عَلَامَةُ التَّانِيْثِ لَفْظًا أَوْتَقْدِيْرًا. وَالْمُذَكَّرُ: مَابِخِلَافِهٖ، وَعَلَامَةُ التَّانِيْثِ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ثَلَاثَةٌ: التَّاءُ؛ كَـ: طَلْحَةٌ. وَالْأَلِفُ الْمَقْصُوْرَةُ؛ كَـ: حُبْلٰى.

وَالْأَلِفُ الْمَمْدُوْدَةُ؛ كَـ: حَمْرَاءُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مؤنث، اور مذکر کی تعریف مع مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

یہ تیسری فصل ہے: اسم یا تو مذکر ہوتا ہے یا مؤنث، پس مؤنث: وہ اسم ہے جس میں لفظاً یا تقدیراً علامتِ تانیث ہو۔ اور مذکر: وہ اسم ہے جو اس کے برخلاف ہو۔ علامتِ تانیث تین ہیں: (۱) تاء؛ جیسے: طَلْحَةٌ (۲) الف مقصورہ؛ جیسے: حُبْلٰی (حاملہ عورت)، (۳) الف ممدودہ، جیسے: حَمْرَاء (لال عورت)۔

(ب) مؤنث، اور مذکر کی تعریف مع مطلب:

یہاں سے مصنف جنس کے اعتبار سے اسم کی اقسام بیان فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جنس کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں: (۱) مذکر (۲) مؤنث۔

مؤنث کی تعریف: مؤنث وہ اسم ہے جس میں لفظاً یا تقدیراً علامتِ تانیث موجود ہو، جیسے: طلحة اور امرأة۔

مذکر کی تعریف: مذکر وہ اسم ہے جس میں لفظاً یا تقدیراً کسی بھی اعتبار سے علامتِ تانیث موجود نہ ہو، جیسے: رَجُلٌ اور فَرَسٌ۔

وعلامته الخ: یہاں سے مصنف علامتِ تانیث کو بیان فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ علامتِ تانیث تین ہیں:

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۱) وہ تاء جو حالتِ وقفی میں ہاء ہوجاتی ہے، خواہ لفظوں میں موجود ہو، یا تو حقیقۃً، جیسے: امرأة، طلحة. یا حکماً، جیسے: عقربٌ، اس میں چوتھا حرف تائے تانیث کے حکم میں ہے۔ یا تاء لفظوں میں موجود نہ ہو؛ بلکہ مقدر ہو، جیسے: أرض اور دَارٌ، ان کے آخر میں تاء مقدر ہے؛ اس لیے کہ ان کی اصل: أرضة اور دارة ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ان کی تصغیر أُرَيْضَةٌ اور دُوَيْرَةٌ آتی ہے اور تصغیر سے اسماء کی اصل معلوم ہوجاتی ہے۔

(۲) الف مقصورہ: وہ الف لازمہ ہے جس میں قصر (یعنی ایک الف کے برابر کھینچ کر پڑھنا) کیا جائے، جیسے: حبلٰی: الف مقصورہ تانیث کے لیے اس وقت ہوتا ہے جبکہ اس میں تین شرطیں پائی جائیں: (۱) تین حرفوں کے بعد ہو (۲) الحاق کے لیے نہ ہو (۳) محض زیادتی کے لیے نہ ہو۔

(۳) الف ممدودہ: وہ ہمزہ ہے جس سے پہلے الف زائدہ ہو، جیسے: حمراءُ.

محل امتحان نمبر (۳۶)، ہدایۃ النحو ...ص (۷۲)

وَاعْلَمْ أَنَّهُ إِذَا أُرِيْدَ إِضَافَةِ مَثْنٰى إِلٰى "مَثْنٰى"؛ يُعَبَّرُ عَنِ الْأَوَّلِ بِلَفْظِ الْجَمْعِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا﴾، وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا﴾ وَذٰلِكَ لِكَرَاهِةِ اِجْتِمَاعِ تَثْنِيَتَيْنِ فِيْمَا تَأَكَّدَ الْاِتِّصَالُ بَيْنَهُمَا لَفْظًا وَمَعْنًى.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں اس طرح کی ہر ہر جزء واضح ہوجائے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمہ:

جان لیجیے کہ جب ارادہ کیا جائے ایک تثنیہ کی اضافت کرنے کا دوسرے تثنیہ کی طرف تو تعبیر کیا جائے گا پہلے تثنیہ کو جمع کے لفظ سے؛ جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا" (پس مائل ہوگئے ہیں تم دونوں کے دل) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا" (پس کاٹ دو تم ان دونوں کے ہاتھوں کو)، اور یہ دو تثنیاؤں کے اجتماع کے ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے ہے، اس صورت میں جبکہ دو تثنیاؤں کے درمیان لفظاً اور معنیً اتصال مؤکد ہو۔

(ب) مطلب اور ہر ہر جزء کی وضاحت:

واعلم أنهٗ الخ: یہاں سے مصنف ایک فائدہ بیان فرمارہے ہیں۔ فرماتے ہیں: کہ جب آپ ایک تثنیہ کی اضافت دوسرے تثنیہ کی طرف کرنا چاہیں تو اس سلسلے میں قاعدہ یہ ہے کہ اور پہلا تثنیہ جس کو آپ مضاف بنانا چاہتے ہیں معنیً دوسرے تثنیہ کا جز ہو تو وہاں اضافت کرتے وقت پہلے تثنیہ کو جمع سے تعبیر کیا جائیگا؛ اس لیے کہ جس جگہ دو اسموں میں لفظاً اور معنیً اتصال مؤکد ہو، (لفظاً اتصال ہو اس طور پر کہ دونوں کے درمیان اضافت کا تعلق ہو، پہلا مضاف ہو، دوسرا مضاف الیہ، اور معنیً اتصال ہو اس طور پر کہ پہلا معنیً دوسرے اسم کا جز ہو)، تو وہاں ایک ساتھ دو تثنیاؤں کا اجتماع کلامِ عرب میں ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے، جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فقد صغت قلوبكما" (پس مائل ہوگئے ہیں تم دونوں کے دل) اور "فَاقْطَعُوا اَيْدِيَهُمَا" (پس کاٹ دو تم اُن دونوں کے ہاتھوں کو)، یہ اصل میں "قلبا كما" اور "يديهما" تھے؛

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

چونکہ دونوں مثالوں میں مضاف اور مضاف الیہ میں لفظاً اور معنیً اتصال مؤکد ہے، لفظاً اتصال ہے اضافت کی وجہ سے، اور معنیً اتصال ہے مضاف کے مضاف الیہ کا جز ہونے کی وجہ سے؛ اس لیے دونوں مثالوں میں پہلے تثنیہ کو جمع سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اور اگر پہلا تثنیہ دوسرے تثنیہ کا جز نہ ہو تو وہاں پہلے تثنیہ کو جمع سے تعبیر نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ اس کو تثنیہ رکھتے ہوئے اس کی دوسرے تثنیہ کی طرف اضافت کی جائے گی، جیسے: أخذتُ قَلَمیکُما (میں نے تم دونوں کے قلم لیے)۔

محل امتحان نمبر (۳۷)، ہدایۃ النحو... ص (۷۴)

اَمَّاالْمَنْقُوْصُ، فَتُحْذَفُ يَاؤُهُ، عِنْدَالْجَمْعِ؛ مِثْلُ: قَاضُوْنَ وَدَاعُوْنَ.
وَأَمَّا الْمَقْصُوْرُ فَيُحْذَفُ أَلِفُهُ، وَيُبْقٰى مَاقَبْلَهَا مَفْتُوْحًا لِيَدُلَّ عَلٰى أَلِفٍ مَحْذُوْفَةٍ؛ مِثْلُ: مُصْطَفُوْنَ. وَيُخْتَصُّ بِأُوْلِى الْعِلْمِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) عبارت کے ہر ہر جزء کی وضاحت کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

بہر حال اسم منقوص: تو حذف کر دیا جائے گا اس کی یاء کو جمع بناتے وقت؛ جیسے: قَاضُوْنَ اور دَاعُوْنَ. اور بہر حال اسم مقصور: تو حذف کر دیا جائے گا اس کے الف کو اور باقی رہے گا اس کا ماقبل مفتوح، تاکہ دلالت کرے اس الف پر جس کو حذف کیا گیا ہے؛ جیسے: مُصْطَفُوْنَ. اور خاص کی جاتی ہے جمع مذکر سالم ذوی العقول کے ساتھ۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) عبارت کے ہر ہر جزء کی وضاحت:

أما المنقوص الخ: اور اگر وہ اسم جس کی آپ جمع مذکر سالم بنانا چاہتے ہیں: اسم منقوص ہو تو اس کی جمع بنانے کا قاعدہ یہ ہے: کہ جمع بناتے وقت (یعنی اس کے آخر میں علامت جمع: واؤ اور نون زیادہ کرتے وقت) یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دینے کے بعد، یاء اور واؤ کے درمیان اجتماع ساکنین کی وجہ سے، یاء کو حذف کر دیا جائے گا، جیسے: قاضی سے قاضُون اور داعی سے داعون.

والمقصور الخ: اور اگر وہ اسم جس کی آپ جمع مذکر سالم بنانا چاہتے ہیں: اسم مقصور ہو تو اس کی جمع بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ: جمع بناتے وقت اس کے آخر سے الف کو اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا جائے گا، اور الف کو حذف کرنے کے بعد الف کے ماقبل کو پہلے کی طرح مفتوح باقی رکھا جائے گا، تاکہ وہ الف کے محذوف ہونے پر دلالت کرے، جیسے: مصطفٰی سے مُصْطَفَوْن.

ویختص بأولی العلم الخ: یہاں سے مصنف واء اور نون کے ساتھ جمع لانے کی شرائط بیان فرما رہے ہیں جس اسم کی آپ واؤ اور نون کے ساتھ جمع لانا چاہیں: وہ یا تو اسم ذات ہوگا یا اسم صفت، اگر وہ اسم ذات ہو تو اس کی واؤ اور نون کے ساتھ جمع لانے کی تین شرطیں ہیں: (۱) علم ہو (۲) عاقل ہو (۳) ایسا مذکر ہو جس کے آخر میں تاء تانیث نہ ہو، اگر اسم ذات میں بیک وقت یہ تینوں شرطیں پائی جائیں تو اس کی واؤ اور نون کے ساتھ جمع لا سکتے ہیں، جیسے: زید کی جمع زیدون اور بکر کی جمع بکرون؛ اور اگر اسم ذات میں ان تینوں شرطوں میں سے کوئی بھی شرط نہ پائی جائے، جیسے: عَیْنٌ. یا بعض شرط پائی جائیں اور بعض شرط نہ پائی جائیں، مثلاً: علم تو ہو؛ لیکن عاقل نہ ہو، جیسے: شَمَّر (حجاج بن یوسف کے گھوڑے کا علم)، یا علم بھی ہو اور عاقل بھی ہو؛ لیکن مذکر نہ ہو، جیسے: فاطمۃ تو اس صورت میں اسم ذات کی واء اور نون کے ساتھ جمع نہیں لا سکتے؛ چنانچہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

عَیْنُوْنَ، شَمَّرُوْنَ اور فَاطِمَتُوْنَ نہیں کہہ سکتے، مصنف نے "ویختص باولی العلم" کہہ کر انھیں شرائط کی طرف اشارہ کیا ہے۔

محل امتحان نمبر (۳۸)، ہدایۃ النحو ...ص (۷۵)

فَصْلٌ: اَلْمَصْدَرُ: اِسْمٌ یَدُلُّ عَلَی الْحَدَثِ فَقَطْ، وَیَشْتَقُّ مِنْهُ الْأَفْعَالُ؛ کَـ: الضَّرْبِ وَالنَّصْرِ مَثَلًا. وأبنیته: مِنَ الثُّلاثِی الْمُجَرَّدِ غَیْرُ مَضْبُوْطَةٍ، تُعْرَفُ بِالسِّمَاعِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھتے ہوئے مصدر کی تعریف مع فوائد قیود لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

یہ چھٹی فصل ہے: مصدر: وہ اسم ہے جو دلالت کرے صرف معنیٰ حدثی پر اور مشتق ہوتے ہوں اس سے افعال؛ جیسے: الضَّرْبُ ن (مارنا) اور النَّصْرُ (مدد کرنا) مثال کے طور پر۔ اور مصدر کے اوزان ثلاثی مجرد سے متعین نہیں ہیں (بلکہ) سماع سے پہچانے جاتے ہیں۔

(ب) مطلب اور مصدر کی تعریف مع فوائد قیود:

فصل: المصدر الخ: یہاں سے مصنف اسمائے عاملہ میں سے مصدر کو بیان فرمارہے ہیں۔

مصدر کی تعریف: مصدر وہ اسم ہے جو صرف معنیٰ حدثی (یعنی ایسے معنیٰ جو غیر کے ساتھ قائم ہوں) پر دلالت کرے اور اس سے افعال وغیرہ نکلتے ہوں، جیسے:

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الضرب (مارنا) اور النصر (مدد کرنا)، یہ دونوں مصدر ہیں؛ اس لیے کہ یہ ایسے معنیٰ پر دلالت کرتے ہیں جو غیر یعنی فاعل کے ساتھ قائم ہوتے ہیں اور ان سے افعال وغیرہ نکلتے ہیں۔

فوائد قیود: "اسم یدل علی الحدث" بمنزلہ جنس ہے، یہ مصدر کے علاوہ فعل اور اسم فاعل وغیرہ تمام مشتقات کو شامل ہے، "فقط" کی قید سے فعل اور اسم فاعل وغیرہ دیگر تمام مشتقات نکل گئے؛ اس لیے کہ وہ صرف معنیٰ حدثی پر دلالت نہیں کرتے؛ بلکہ معنیٰ حدثی پر دلالت کرنے کے ساتھ، زمانہ اور نسبت الی فاعل مّا پر بھی دلالت کرتے ہیں۔

وأبنيتُه من الثلاثي الخ: یہاں سے مصنف مصدر کے اوزان بیان فرمارہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ثلاثی مجرد سے مصدر کے بہت سے اوزان آتے ہیں؛ لیکن وہ تمام اوزان سماعی ہیں، ان کا کوئی مقررہ قاعدہ نہیں ہے، اور غیر ثلاثی مجرد سے مصدر کے اوزان قیاسی ہیں، یعنی ان کا قاعدہ مقرر ہے، مثلاً: جو فعل ماضی أَفْعَلَ کے وزن پر آئے، اس کا مصدر "إِفْعَالٌ" کے وزن پر، جو فعل ماضی "انْفَعَلَ" کے وزن پر آئے اس کا مصدر "اِنْفِعَالٌ" کے وزن پر، جو فعل ماضی "اسْتَفْعَلَ" کے وزن پر آئے، اس کا مصدر "اِسْتِفْعَالٌ" کے وزن پر، جو فعل ماضی "فَعْلَلَ" کے وزن پر آئے، اس کا مصدر "فَعْلَلَةٌ" کے وزن پر اور جو فعل ماضی "تَفَعْلَلَ" کے وزن پر آئے، اس کا مصدر "تَفَعْلُلٌ" کے وزن پر آتا ہے۔

محل امتحان نمبر (۳۹)، ہدایۃ النحو ...ص (۷۸)

وَمَسَائِلُهَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ؛ لِأَنَّ الصِّفَةَ: إِمَّا بِاللَّامِ، أَوْمُجَرَّدَةٌ عَنْهَا
وَمَعْمُوْلُ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهَا: إِمَّامُضَافٍ، أَوْبِاللَّامِ أَوْمُجَرَّدٌ عَنْهُمَا،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

فَهٰذِهٖ سِتَّةٌ. وَمَعْمُوْلُ كُلٍّ مِنْهَا: إِمَّامَرْفُوْعٌ، أَوْمَنْصُوْبٌ، أَوْمَجْرُوْرٌ "اَلرَّفْعُ عَلَى الْفَاعِلِيَّةِ؛ وَالنَّصْبُ عَلَى التَّشْبِيْهِ بِالْمَفْعُوْلِ فِي الْمَعْرِفَةِ، وَعَلَى التَّمْيِيْزِ فِي النَّكِرَةِ؛ وَالْجَرُّ عَلَى الْإِضَافَةِ".

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب بیان کریں۔

جواب

(الف) ترجمة:

اور صفت مشبہ کے مسائل اٹھارہ ہیں؛ اس لیے کہ صفتِ مشبہ یا تو لام کے ساتھ ہوگا، یا لام سے خالی ہوگا، اور ان دونوں میں سے ہر ایک کا معمول: یا تو مضاف ہوگا، یا لام کے ساتھ ہوگا، یا لام اور اضافت دونوں سے خالی ہوگا۔ پس یہ چھ صورتیں ہیں، اور ان میں سے ہر ایک کا معمول: یا تو مرفوع ہوگا، یا منصوب ہوگا، یا مجرور ہوگا (رفع فاعلیت کی بنا پر، نصب مشابہ بالمفعول ہونے کی وناء پر معرفہ میں اور تمیز ہونے کی بناء پر نکرہ میں اور جر اضافت کی بناء پر)۔

(ب) مطلب:

ومسائلها ثمانية عشر الخ: یہاں سے مصنف صفتِ مشبہ کے استعمال کی شکلوں کو بیان فرمارہے ہیں: چونکہ ان شکلوں کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے؛ اس لیے ان کو مسائل سے تعبیر کردیا جاتا ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ صفتِ مشبہ کے اٹھارہ مسائل (یعنی اٹھارہ شکلیں) ہیں؛ اس لیے کہ صفتِ مشبہ یا تو معرف باللام ہوگا، جیسے: الحسن. یا معرف باللام نہیں ہوگا، جیسے: حسن. پھر ان میں سے ہر ایک کے معمول

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کی تین شکلیں ہیں: (۱) یا تو وہ مضاف ہوگا، جیسے: الحسن وجهه، حسنٌ وجهه (۲) یا معرف باللام ہوگا، جیسے: الحسن الوجه، حَسَنٌ الوجه (۳) یا اضافت اور الف لام سے خالی ہوگا، جیسے: الحسن وجهٌ، حسن وجه.

پھر ان میں سے ہر ایک کے معمول کی تین شکلیں ہیں: (۱) یا تو وہ مرفوع ہوگا، جیسے: الحسن وجهُهٗ، حسنٌ وجهُه، الحسنُ الوجهُ، حسنٌ الوجهُ، الحسنُ وجهٌ، حسنٌ وجهٌ.

(۲) یا منصوب ہوگا، جیسے: الحسنُ وجهَه، حسنٌ وجهَه، الحسنُ الوجهَ، حَسنٌ الوجهَ، الحسنُ وجهًا، حسنٌ وجهًا.

(۳) یا مجرور ہوگا، جیسے: الحسنُ وجهِه، حسنُ وجهِه، الحسنُ الوجهِ، حسنُ الوجهِ، الحسنُ وجهٍ، حسنُ وجهٍ.

محل امتحان نمبر (۴۰)، ہدایۃ النحو ...ص (۹۷)

فَصْلٌ: أَفْعَالُ الْمُقَارَبَةِ: هِيَ أَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِلدَّلَالَةِ عَلٰى دُنُوِّ الْخَبَرِ لِفَاعِلِهَا. وَهِيَ (عَلٰى) ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ: اَلْأَوَّلُ: لِلرَّجَاءِ، وَهُوَ عَسٰى، وَهُوَ فِعْلٌ جَامِدٌ، لَايُسْتَعْمَلُ مِنْهُ غَيْرُ الْمَاضِيْ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب بیان کریں؛ نیز افعالِ مقاربہ کی تعریف کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

یہ دسویں فصل ہے: افعال مقاربہ: وہ افعال ہیں جو خبر کے ان کے فاعل سے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

قریب ہونے پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ اور وہ (یعنی افعالِ مقاربہ) تین قسم پر ہیں: پہلی قسم اُمید کے لیے آتی ہے اور وہ عَسٰی ن ہے، اور وہ فعل جامد ہے، استعمال نہیں کیا جاتا ہے، اس سے ماضی کے علاوہ (کوئی دوسرا فعل)۔

(ب) مطلب اور افعالِ مقاربہ کی تعریف:

فصل: أفعال المقاربة الخ: یہاں سے مصنف افعالِ مقاربہ کو بیان فرمارہے ہیں۔ افعالِ مقاربہ بعض کے نزدیک افعالِ ناقصہ ہی میں داخل ہیں؛ لیکن چونکہ ان کے مخصوص احکام ہیں؛ اس لیے ان کو مصنف نے الگ سے بیان کیا ہے۔

افعالِ مقاربہ: وہ افعال ہیں جو خبر کو فاعل سے قریب کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں؟ جیسے: عسٰی زید أن یخرج (اُمید ہے کہ زید نکلے)؛ افعال مقاربہ یہ ہیں: عسٰی، کاد، طفِق، جعل، کرب، أخذ اور أوشک. ان کی استعمال کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم: ان میں سے وہ افعال ہیں جو اُمید کے لیے استعمال ہوتے ہیں، یعنی یہ بتانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں کہ فاعل کے لیے خبر کے ثابت ہونے کی اُمید ہے؛ جیسے: عسٰی. "عسٰی" عمل میں "کاد" کے مانند ہے، یعنی جس طرح "کاد" اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے اور اس کی خبر فعل مضارع ہوتی ہے، اسی طرح "عسٰی" بھی اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے؛ البتہ اس کی خبر فعل مضارع "أن" کے ساتھ ہوتی ہے، جیسے: عسٰی زید أن یقوم (اُمید ہے کہ زید کھڑا ہو)۔

والثانی للحصول الخ: افعالِ مقاربہ میں سے دوسری قسم: وہ افعال ہیں جو حصول کے لیے استعمال ہوتے ہیں، یعنی یہ بتانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں کہ متکلم

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کے گمان میں فاعل کے لیے خبر کا حصول یقینی ہے، اس معنیٰ کے لیے صرف "کادَ" اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے، اور اس کی خبر فعل مضارع ہوتی ہے بغیر "أن" کے، جیسے: کاد زید یقوم (قریب ہے کہ زید کھڑا ہو)۔ اور کبھی "کاد" کی خبر پر "أن" کو بھی داخل کر دیا جاتا ہے، جیسے: کاد زید أن یقومَ (قریب ہے کہ زید کھڑا ہو)۔ استعمال کے اعتبار سے "عسیٰ" اور "کاد" میں فرق یہ ہے کہ "عسیٰ" کی خبر میں اصل یہ ہے کہ وہ فعل مضارع "أن" کے ساتھ ہو، اور "کاد" کی خبر میں اصل یہ ہے کہ وہ فعل مضارع بغیر "أن" کے ہو، یہ الگ بات ہے کہ کبھی "عسیٰ" کی خبر سے "أن" کو حذف کر دیا جاتا ہے اور "کاد" کی خبر پر "أن" داخل کر دیا جاتا ہے۔

والثالث للأخذ الخ: افعالِ مقاربہ میں سے تیسری قسم: وہ افعال ہیں جو فعل کو شروع کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، یعنی اس بات کو بتلاتے ہیں کہ فاعل نے خبر کو شروع کر دیا ہے، اس معنیٰ کے لیے طَفِقَ، جَعَلَ، کَرَبَ، أخذ اور أوشک استعمال ہوتے ہیں۔ پہلے چار: یعنی طفق، جعل، کرب اور أخذ کا استعمال "کاد" کی طرح ہوتا ہے، یعنی جس طرح "کاد" ایک اسم اور خبر کو چاہتا ہے اور اس کی خبر فعل مضارع بغیر "أن" کے ہوتی ہے، اسی طرح یہ بھی ایک اسم اور خبر کو چاہتے ہیں اور ان کی خبر بھی فعل مضارع بغیر "أن" کے ہوتی ہے۔ جیسے: طفق زید یکتب (زید نے لکھنا شروع کیا)۔ اور أوشک کا استعمال، "عسیٰ" اور "کاد" دونوں کی طرح ہوتا ہے، یعنی جس طرح "عسیٰ"، کبھی ناقصہ اور کبھی تامّہ ہوتا ہے، ناقصہ ہونے کی صورت میں اسم اور خبر دونوں کا محتاج ہوتا ہے، اور تامّہ ہونے کی صورت میں خبر کا محتاج نہیں ہوتا، اسی طرح "أوشک"، بھی کبھی ناقصہ ہوتا ہے اور کبھی تامّہ؛ ناقصہ ہونے کی صورت میں اسم اور خبر دونوں کا محتاج ہوتا ہے؛ جیسے: أوشک زید أن یقومَ. اور تامّہ ہونے کی صورت میں خبر کا محتاج نہیں ہوتا، صرف فاعل پر پورا ہو جاتا ہے؛ جیسے: أوشک أن

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

یقوم زید. نیز کبھی یہ "کاد" کی طرح، اسم اور خبر دونوں کا محتاج ہوتا ہے اور اس کی خبر فعل مضارع بغیر "أن" کے ہوتی ہے؛ جیسے: أوشک زیدٌ یقومُ.

محل امتحان نمبر (۴۱)، ہدایۃ النحو ...ص (۹۹)

فَصْلٌ: أَفْعَالُ الْمَدْحِ وَالذَّمِّ: هِيَ مَاوُضِعَ لِلْإِنْشَاءِ مَدْحٍ أَوْذَمٍّ.
أَمَّاالْمَدْحُ فَلَهُ فِعْلَانِ: ۱-نِعْمَ؛ وَفَاعِلُهُ: اِسْمٌ مُعَرَّفٌ بِاللَّامِ؛
نَحْو: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ. أَوْمُضَافٌ إِلَى الْمُعَرَّفِ بِاللَّامِ؛ نَحْو:
نِعْمَ غُلَامُ الرَّجُلِ زَيْدٌ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھتے ہوئے بتائیں کہ نعم کے فاعل کی کتنی صورتیں ہیں؟

جواب

(الف) ترجمہ:

یہ بارہویں فصل ہے: افعالِ مدح وذم: وہ افعال ہیں جو تعریف یا برائی ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں، بہرحال تعریف: تو اس کے لیے دو فعل آتے ہیں: (۱) نِعْمَ؛ اور اس کا فاعل ایسا اسم ہوتا ہے، جو معرف باللام ہو؛ جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ (اچھا مرد ہے زید)۔ یا معرف باللام کی طرف مضاف ہو؛ جیسے: نِعْمَ غُلَامُ الرَّجُلِ زَيْدٌ (اچھا مرد کا غلام ہے زید)۔

(ب) مطلب اور نعم کے فاعل کی صورتیں:

فصل: أفعال المدح والذم الخ: یہاں سے مصنف افعالِ مدح وذم کو بیان فرمارہے ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

افعالِ مدح وذم کی تعریف: افعالِ مدح وذم: وہ افعال ہیں جو کسی چیز کی تعریف یا بُرائی ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں؛ جیسے: نعم الرجل زید (اچھا مرد ہے زید)؛ یہ چار ہیں: نعم اور حبّذا، یہ دونوں تعریف کے لیے استعمال ہوتے ہیں؛ اور بِئْسَ اور ساءَ، یہ دونوں بُرائی کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

أما المدح فلهُ فِعلان الخ: یہاں سے مصنف "نِعْمَ" فعل مدح کے فاعل کے احکام بیان فرمارہے ہیں، فرماتے ہیں کہ: "نِعْمَ" کے فاعل کی تین صورتیں ہیں:

(۱) فاعل معرف باللام ہو، جیسے: نعم الرجل زیدٌ. اس مثال میں "الرجل" معرف باللام، "نعم" کا فاعل ہے۔

(۲) فاعل معرف باللام کی طرف مضاف ہو؛ جیسے: نعم غلام الرجل زیدٌ (اچھا مرد کا غلام ہے زید)، اس مثال میں غلام "نعم" کا فاعل ہے جو "الرجل" معرف باللام کی طرف مضاف ہے۔

(۳) کبھی "نعم" کا فاعل ضمیر مستتر ہوتی ہے، اس صورت میں اس کی نکرۂ منصوبہ یا "ما" کے ذریعہ تمیز لانا واجب ہے، نکرۂ منصوبہ کی مثال؛ جیسے: نعم رجلا زید (اچھا ہے وہ مرد ہونے کے اعتبار سے زید)، اس مثال میں "نعم" کا فاعل "ھو" ضمیر ہے جو اس میں مستتر ہے، اور اس کی تمیز، "رجلا" نکرۂ منصوبہ کے ذریعہ لائی گئی ہے۔

"ما" کے ذریعہ تمیز لانے کی مثال جیسے: إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ (اگر ظاہر کرکے دو خیرات تو کیا اچھی چیز ہے وہ)، اس مثال میں "نعم" کا فاعل "ھو" ضمیر مستتر ہے اور اس کی تمیز "ما" کے ذریعہ لائی گئی ہے، اس کی اصل: نعم شیئًا ھی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۴۲)، ہدایۃ النحو ...ص (۱۰۲)

وَلَاتُزَادُ "مِنْ" فِي الْكَلَامِ الْمُوْجَبِ، خِلَافًا لِلْكُوْفِيِّيْنَ.
وَأَمَّاقَوْلُهُمْ: "قَدْ كَانَ مِنْ مَطَرٍ" وَشِبْهُهُ؛ فَمُتَأَوَّلٌ (عِنْدَالْبِصْرِيِّيْنَ بِأَنَّهُ لِلتَّبْعِيْضِ؛ أَيْ: قَدْكَانَ بَعْضُ مَطَرٍ).

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔
(ب) ولاتزاد سے جس ضابطہ کی وضاحت کی گئی ہے اُسے واضح انداز میں لکھیں۔
(ج) وأماقولهم إلخ سے مصنف کس اعتراض کا جواب دینا چاہتے ہیں؟

جواب

(الف) ترجمہ:

اور زیادہ نہیں کیا جاتا ہے "مِنْ" کلام موجب میں، برخلاف کوفیین کے۔ اور بہرحال اہلِ عرب کا قول: "قَدْكَانَ مِنْ مَطَرٍ" (بارش ہوئی ہے) اور اس کے نظائر: تو ان میں یہ تاویل کی گئی ہے بصریین کے نزدیک کہ "مِنْ" یہاں تبعیض کے لیے ہے، اور یہ قَدْكَانَ بَعْضُ مَطَرٍ کے معنیٰ میں ہے۔

(ب) ولاتزاد سے جس ضابطہ کی وضاحت کی گئی ہے:

ولاتزاد من الخ: یہاں سے مصنف ایک ضابطہ بیان فرمارہے ہیں، فرماتے ہیں کہ: "من" صرف کلامِ غیر موجب میں زائد ہوتا ہے، کلامِ موجب (یعنی وہ کلام جس میں نفی، نہی اور استفہام انکاری نہ ہو) میں "من" زائد نہیں ہوتا؛ البتہ اس میں کوفیین کا اختلاف ہے، ان کے نزدیک جس طرح "من" کلام غیر موجب میں زائد ہوتا ہے، اسی طرح کلامِ موجب میں بھی اسم جنس پر "من" زائد ہوتا ہے؛ جیسے: قد كان من مطر

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(بارش ہوئی)، اور یغفر لکم من ذنوبکم (معاف کردے گا وہ تمہارے گناہوں کو) ان دونوں مثالوں میں کوفیین کے نزدیک ''من'' زائدہ ہے۔

(ج) وأما قولهم إلخ سے مصنف جس اعتراض کا جواب دینا چاہتے ہیں:

وأما قولهم قد كان من مطر الخ: اس عبارت سے مصنف ایک اعتراض کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ اعتراض یہ ہے کہ ابھی آپ نے بیان کیا کہ کلامِ موجب میں ''من'' زائد نہیں ہوتا، حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ قد كان من مطر اور يغفر لكم من ذنوبكم جیسی مثالیں کلامِ موجب ہیں اور ان میں ''من'' زائدہ ہے، مصنف فرماتے ہیں کہ: قد كان من مطر اور اس طرح کی وہ مثالیں جن میں بظاہر کلام موجب میں ''من'' کے زائدہ ہونے کا وہم ہوتا ہے، ان میں تاویل کی گئی ہے؛ چنانچہ قد كان من مطر اور يغفر لكم من ذنوبكم میں یہ تاویل کی گئی ہے کہ یہاں ''من'' زائدہ نہیں؛ بلکہ تبعیض کے لیے ہے اور قد كان من مطر کے معنیٰ: قد كان بعض مطر اور يغفر لكم من ذنوبكم کے معنیٰ: يغفر لكم بعض ذنوبكم ہیں، اور اس تاویل کی صورت میں اِس آیت کا دوسری آیت ''إِنَّ اللّٰهَ يغفر الذُّنوب جميعا'' (بلاشبہ اللہ تعالیٰ معاف کردے گا تمام گناہوں کو) کے ساتھ کوئی تعارض نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ پہلی آیت میں حضرت نوح علیہ السلام کی امت کو خطاب ہے، اور دوسری آیت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو خطاب ہے اور امتِ محمدیہ کے تمام گناہوں کو معاف کرنے سے حضرت نوح علیہ السلام کی امت کے تمام گناہوں کا معاف کرنا لازم نہیں آتا۔

محل امتحان نمبر (۴۳)، ہدایۃ النحو ...ص ()

٤ - وَفِي، وَهِيَ: لِلظَّرْفِيَةِ، نَحْو: زَيْد فِي الدَّارِ، وَالْمَاءُ فِي الْكُوزِ. وَبِمَعْنَى "عَلَى" قَلِيلًا؛ نَحْو قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ﴾.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) عبارت کی تشفی بخش تشریح کریں۔

جواب

(الف) ترجمة:

اور (ان میں سے چوتھا حرف) "فِيْ" ہے، اور وہ (یعنی فِيْ) ظرفیت کے لیے آتا ہے، جیسے: زَيْدٌ فِي الدَّارِ (زید گھر میں ہے) اور اَلْمَاءُ فِي الْكُوْزِ (پانی کوزے میں ہے)۔ اور "فِيْ" عَلٰى کے معنیٰ میں آتا ہے قلت کے ساتھ جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ (اور ضرور بالضرور میں تم کو سولی دوں گا کھجور کے تنوں پر)۔

(ب) عبارت کی تشفی بخش تشریح:

وفي وهي للظرفية الخ: یہاں سے مصنف "في" حرفِ جر کے معانی بیان فرمارہے ہیں، فرماتے ہیں: کہ "في" دو معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے: (۱) ظرفیت کے لیے، یعنی یہ بتلانے کے لیے کہ "في" کا مدخول: "الدار"، زید کے قیام کا ظرف ہے، "الماء في الكوز" (پانی کوزہ میں ہے)، اس مثال میں "في" کا مدخول: "الكوز"، "الماء" کا ظرف ہے۔ یا مجازاً؛ جیسے: نظرت في الكتاب (میں نے کتاب میں دیکھا)، اس مثال میں "في" کا مدخول: کتاب دیکھنے کا ظرف ہے؛ لیکن یہ مجازاً ہے، حقیقۃً نہیں۔

(۲) کبھی "فِي"، "علی" کے معنیٰ میں یعنی استعلاء کے لیے استعمال ہوتا ہے، یعنی اس بات کو بتلانے کے لیے آتا ہے کہ "في" کے مدخول پر کسی چیز کو فوقیت حاصل ہے؛ جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ (ضرور بالضرور

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

میں سولی دوں گا تمہیں کھجور کیتوں پر)، اس مثال میں "فی" کے مدخول: "جُذوع النخل" پر یہ ایک دوسری چیز سولی دینے کو فوقیت حاصل ہے۔

محل امتحان نمبر (۴۴)، ہدایۃ النحو ...ص (۱۰۳)

وَاللَّامُ. وَهِيَ: لِلِاخْتِصَاصِ؛ نَحو: اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ؛ وَالْمَالُ لِزَيْدٍ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) لام کے کتنے معانی ہوتے ہیں ہر ایک کو بالتفصیل لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور لام اختصاص کے لیے آتا ہے؛ جیسے: اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ (جھول گھوڑے کے لیے ہے)، اور اَلْمَالُ لِزَيْدٍ (مال زید کے لیے ہے)۔

(ب) لام کے کتنے معانی ہوتے ہیں؟ ہر ایک کی بالتفصیل:

واللام وهي الخ: یہاں سے مصنف لام حرفِ جر کے معانی بیان فرما رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ لام چند معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے:

(۱) اختصاص کے لیے: یعنی یہ بتلانے کے لیے کہ مدخولِ لام کے لیے کوئی چیز مخصوص ہے، خواہ یہ مخصوص ہونا بغیر ملکیت کے ہو؛ جیسے: الجل للفرس (جھول گھوڑے کے لیے خاص ہے)، اس مثال میں مدخول لام: فرس کے لیے جھول مخصوص ہے اور یہ مخصوص ہونا بغیر ملکیت کے ہے، یا مخصوص ہونا ملکیت کی وجہ سے ہو؛ جیسے: المال لزید (مال زید کے لیے ہے)، اس مثال میں مدخولِ لام زید کے لیے مال مخصوص ہے اور یہ مخصوص ہونا ملکیت کی وجہ سے ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۲) تعلیل کے لیے: یعنی یہ بتلانے کے لیے کہ لام کا مابعد، ماقبل کے لیے علت ہے؛ جیسے: ضربته للتادیب (میں نے اس کو ادب سکھلانے کے لیے مارا)، اس مثال میں لام کا مابعد: "تادیب" یعنی ادب سکھانا، مارنے کے لیے علت ہے۔

(۳) کبھی لام: زائد ہوتا ہے، اس کی علامت یہ ہے کہ اگر اس کو حذف کردیا جائے تو اصل معنیٰ میں کوئی خلل نہ ہو؛ جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ردف لکم (وہ تمہارا ردیف ہوا)، اس مثال میں لام زائد ہے؛ چنانچہ اگر لام کو حذف کرکے "ردفکم" کہیں تو معنیٰ میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوگی۔

(۴) کبھی لام "عن" کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے، یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ لام کو قول یا اس کے مشتقات کے ساتھ استعمال کیا جائے، اور لام کا مدخول اس قول کے قائل یعنی کہنے والے سے غائب ہو، اس کے پاس موجود نہ ہو؛ جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَا إِلَيْهِ (کفار نے ایمان والوں سے کہا کہ: اگر یہ دین بہتر ہوتا تو وہ اس کی طرف ہم سے آگے نہ بڑھتے)، اس مثال میں لام "عن" کے معنیٰ میں ہے؛ چنانچہ اس کی اصل: قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ہے، قرینہ اس پر یہ ہے کہ اگر یہاں لام اپنے معنیٰ میں یعنی صلہ کے لیے ہوتا، تو یہاں لام کا مدخول حاضرین ہوتے، غائبین نہ ہوتے؛ اس لیے کہ جہاں لام اپنے معنیٰ میں ہوتا ہے، وہاں اس کا مدخول حاضرین ہوتے ہیں؛ حالانکہ یہاں آیت میں لام کا مدخول غائبین ہیں، جو اِس بات کی علامت ہے کہ لام یہاں اپنے معنیٰ میں نہیں ہے؛ بلکہ "عن" کے معنیٰ میں ہے۔

(۵) کبھی لام: اظہارِ تعجب کے لیے، واؤ برائے قسم کے معنیٰ میں ہوتا ہے؛ یعنی مدخولِ لام کے ذریعہ بات کو پختہ اور مؤکد کرنے کے لیے آتا ہے، لام قسم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے؛ لہٰذا لام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ، کسی اور چیز کی قسم نہیں کھائی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جائے گی، اور اس کا جواب قسم کوئی ایسا امر عظیم ہوتا ہے جو تعجب خیز ہو: جیسے ہذلی شاعر کا قول ہے: شعر:

لَلّٰہ یبقی علی الأیام ذوحیدٍ ❁ بمشمخرّ بہ الظّیان والأس

(خدا کی قسم باقی نہیں رہے گا زمانہ میں کوئی گرہ دار سینگوں والا پہاڑی بکرا، ایسے بلند پہاڑ پر جس میں ظیّان اور آس کے درخت ہوں)۔

اس شعر میں لام، واؤ برائے قسم کے معنیٰ میں ہے، یہاں "یبقی" سے پہلے "لا" محذوف ہے اور اصل عبارت اس طرح ہے: "للّٰہ لا یبقی، اور قرینہ یہ ہے اگر یہاں جوابِ قسم "یبقی" مثبت ہو تو اس کے شروع لام تاکید اور آخر میں نون تاکید لانا ضروری ہے؛ چونکہ یہاں لام تاکید اور نون تاکید نہیں ہیں، اس لیے معلوم ہوا کہ جوابِ قسم، فعل مضارع منفی ہے؛ اور جب جوابِ قسم فعل مضارع منفی ہو تو اس کے شروع میں "ما"، "لا" اور "لن" میں سے کسی ایک کا لانا ضروری ہوتا ہے، لہٰذا یہاں یبقی سے پہلے "لا" محذوف ہوگا۔

محل امتحان نمبر (۴۵)، ہدایۃ النحو ...ص (۱۰۵)

۸–وَوَاوُ رَبَّ، وَهِيَ الْوَاوُ الَّتِي تَبْتَدِئُ بِهَا فِي أَوَّلِ الْكَلَامِ؛ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ

وَ بَلْدَةٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسُ ❁ إِلَّا الْيَعَافِيرُ وَ إِلَّا الْعِيسُ

۹–وَوَاو الْقَسَمِ، وَهِيَ تَخْتَصُّ بِالظَّاهِرِ؛ نَحْو: وَاللّٰهِ وَالرَّحْمٰنِ لَأَضْرِبَنَّ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) عبارت میں مصنف نے دو جز بیان کیے ہیں دونوں کو بوضاحت لکھیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمة:

اور (ان میں سے آٹھواں حرف) ''واوِ رُبَّ'' ہے، اور وہ: وہ واوٗ ہے جس کو شروع کلام میں لایا جاتا ہے؛ جیسے: شاعر کا قول ہے: شعر: وَبَلْدَةٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيْسُ ☆ إِلَّا الْيَعَافِيْرُ وَ إِلَّا الْعِيْسُ (ایسے شہر کم ہیں، جن میں ہرن کے چھوٹے بچوں اور سفید اونٹوں کے علاوہ کوئی مونس (یعنی غم خوار) نہ ہو)۔

اور (ان میں سے نواں حرف) ''واوِ قسم'' ہے، اور وہ خاص ہے اسم ظاہر کے ساتھ؛ جیسے: وَاللّٰهِ، وَالرَّحْمٰنِ لَأَضْرِبَنَّ (خدا کی قسم میں رور بالضرور ماروں گا)۔

(ب) عبارت میں مصنف نے دو جز بیان کیے ہیں دونوں کی وضاحت:

و واو ربَّ وهي الواو التي الخ: یہاں سے مصنف ''واوِ ربَّ'' کو بیان فرمارہے ہیں، واوٗ ربَّ: وہ واوٗ ہے جس سے کلام کی ابتداء کی جائے، اس کے بعد ''رُبَّ'' حرفِ جر مقدر ہوتا ہے؛ جیسے: شاعر کا قول ہے، شعر: وَبَلْدَةٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيْسُ ☆ إِلَّا الْيَعَافِيْرُ وَإِلَّا الْعِيْسُ.

(ایسے شہر کم ہیں جن میں ہرن کے چھوٹے بچوں اور سفید اونٹوں کے علاوہ، کوئی مونس (غم خوار) نہ ہو)۔

فائدہ: ''واوِ ربَّ'' صرف نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتا ہے، اور ''ربَّ'' کی طرح اس کا متعلَّق بھی فعل ماضی ہوتا ہے جس کو اکثر و بیشتر حذف کر دیا جاتا ہے؛ چنانچہ مذکورہ شعر میں ''واوِ ربَّ'' کا متعلَّق، ''وَطِئْتُ'' فعل ماضی ہے جس کو یہاں سے حذف کر دیا گیا ہے۔

وواو القسم وهي الخ: یہاں سے مصنف حروفِ جر میں سے ''واوِ قسم'' کو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بیان فرمارہے ہیں، واوِ قسم: وہ واوٗ ہے جو قسم کے لیے یعنی مدخول واوٗ کے ذریعہ اپنی بات کو پختہ اور مؤکد کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے، واوِ قسم اسم ظاہر کے ساتھ خاص ہے، خواہ وہ اسم: لفظ اللہ ہو، جیسے: واللّٰہ، یا اس کے علاوہ؛ جیسے: والرحمٰن لأضربنّ. واوِ قسم اسم ضمیر پر داخل نہیں ہوتا؛ لہٰذا "وک" نہیں کہہ سکتے۔

محل امتحان نمبر (۴۶)، ہدایۃ النحو ...ص (۱۰۶)

وَيُحْذَفُ جَوَابُ الْقَسَمِ: إِنْ تَقَدَّمَ مَايَدُلُّ عَلَيْهِ؛ نَحْو: زَيْد قائم وَاللّٰه. أَوْتَوَسَّطَ الْقَسَمُ؛ نَحْو: زَيْدٌ وَاللّٰهِ قَائِمٌ.

۱۲–وعن للمجاوزة؛ نحو: رميت السهم عن القوس إلى الصيد.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) ویحذف سے مصنف کے بیان کردہ ضابطہ کی وضاحت فرمائیں۔

(ج) وعن للمجاوزۃ سے مصنف کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جواب

(الف) ترجمہ:

اور حذف کر دیا جاتا ہے جوابِ قسم اگر پہلے کوئی ایسا جملہ آجائے جو جوابِ قسم پر دلالت کر رہا ہو؛ جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ وَاللّٰهِ (خدا کی قسم زید کھڑا ہے) یا جوابِ قسم درمیان میں واقع ہو؛ جیسے: زَيْدٌ وَاللّٰهِ قَائِمٌ (خدا کی قسم زید کھڑا ہے)۔

(ب) ویحذف سے مصنف کے بیان کردہ ضابطہ کی وضاحت:

ویحذف جواب القسم الخ: یہاں سے مصنف ایک دوسرا ضابطہ بیان فرمارہے ہیں، فرماتے ہیں کہ دو صورتوں میں جوابِ قسم کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۱) اس صورت میں جبکہ قسم سے پہلے، جوابِ قسم پر دلالت کرنے والا کوئی جملہ موجود ہو؛ جیسے: زیدٌ قائمٌ واللّٰہِ (خدا کی قسم زید کھڑا ہے)، اس کی اصل: وَاللّٰہِ إنّ زیدًا قائمٌ ہے، جوابِ قسم "إنّ زیداً قائمٌ" کو یہاں سے حذف کر دیا گیا؛ کیونکہ قسم سے پہلے اس پر دلالت کرنے والا جملہ "زَیْدٌ قائمٌ" موجود ہے۔

(۲) اس صورت میں جبکہ قسم جملہ کے درمیان میں واقع ہو؛ جیسے: "زَیْدٌ وَاللّٰہِ قَائِمٌ"، اس کی اصل: "وَاللّٰہِ إنَّ زَیْدًا قائمٌ" ہے، جوابِ قسم "إنَّ زَیْدًا قائمٌ" کو یہاں سے حذف کر دیا گیا؛ اس لیے کہ قسم ایسے جملہ کے درمیان واقع ہے، جو جوابِ قسم پر دلالت کر رہا ہے۔

(ج) وعن للمجاوزۃ سے مصنف کیا کہنا چاہتے ہیں؟

وعن للمجاوزۃ الخ: یہاں سے مصنف "عن" حرفِ جر کے معنیٰ بیان فرما رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ "عن" مجاوزت کے لیے استعمال ہوتا ہے، یعنی یہ بتلانے کے لیے آتا ہے کہ ماقبل کی وجہ سے کوئی چیز مدخول "عن" سے متجاوز اور دُور ہو گئی ہے، خواہ وہ چیز مذکور ہو؛ جیسے: رَمیتُ السھمَ عن القوس إلی الصید (میں نے کمان سے شکار کی طرح تیر پھینکا)، اس مثال میں ماقبل یعنی پھینکنے کی وجہ سے، تیر مدخولِ عن: قوس یعنی کمان سے دُور ہو گیا ہے۔ یا وہ چیز مذکور نہ ہو؛ جیسے: رضی اللّٰہ عنک (اللہ تجھ سے راضی ہو گیا)، یعنی جاوزتْکَ المواخذۃُ بسبب الرضی (اللہ کے راضی ہونے کی وجہ سے، تجھ سے مواخذہ دُور ہو گیا)۔

محل امتحان نمبر (۴۷)، ہدایۃ النحو ... ص (۱۰۷)

وَقَدْ یَلْحَقُهَا "مَا" الْكَافَّةُ، فَتَكُفُّهَا عَنِ الْعَمَلِ، وَحِينَئِذٍ تَدْخُلُ عَلَى الْأَفْعَالِ؛ تَقُولُ: إِنَّمَاقَامَ زَيْدٌ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وَاعْلَمْ أَنَّ: "إِنَّ" -الْمَكْسُورَةَ الْهَمْزَةِ- لَاتُغَيِّرُ مَعْنَى الْجُمْلَةِ؛ بَلْ تُؤَكِّدُهَا. وَ "أَنَّ" -الْمَفْتُوحَةَ الهمزة- مَعَ مَابَعْدَهَا مِنَ الْاِسْمِ وَالْخَبَرِ فِي حُكْمِ الْمُفْرَدِ. وَلِذٰلِكَ: يَجِبُ الْكَسْرُ إِذَا كَانَ: ١-فِيْ اِبْتِدَاءِ الْكَلَامِ؛ نَحْوِ إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) عبارت کے ہر ہر جز کی تشریح کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور کبھی لاحق ہوجاتا ہے ان کے آخر میں ماء کافہ، پس وہ روک دیتا ہے ان کو عمل سے، اور اس وقت یہ داخل ہوجاتے ہیں افعال پر (بھی)؛ آپ کہیں گے: إِنَّمَاقَامَ زَيْدٌ (صرف زید کھڑا ہوا)۔

جان لیجیے کہ "إِنَّ" مکسورہ جملہ کے معنیٰ کو نہیں بدلتا ہے؛ بلکہ اس کو مؤکد کردیتا ہے۔ اور "أَنَّ" مفتوحہ اپنے مابعد: اسم اور خبر کے ساتھ مفرد کے حکم میں ہوتا ہے اور اسی لیے واجب ہے ("اِنَّ" کے ہمزہ پر) کسرہ پڑھنا اس وقت جبکہ وہ شروع کلام میں ہو؛ جیسے: إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ.

(ب) عبارت کے ہر ہر جز کی تشریح:

وقد یلحقها الخ: یہاں سے مصنف ایک ضابطہ بیان فرمارہے ہیں، فرماتے ہیں کہ: کبھی حروفِ مشبہ بالفعل پر ماء کافہ داخل ہوجاتا ہے اور ان کو اپنے مابعد میں عمل کرنے سے؛ نیز اسمائے مفردہ پر داخل ہونے سے روک دیتا ہے، اس صورت میں یہ افعال پر داخل ہوجاتے ہیں؛ جیسے: إنما قام زيد (صرف زید کھڑا ہوا)۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

واعلم أن إن المكسورة الهمزة الخ: یہاں سے مصنف "إنَّ" مکسورہ اور "أنَّ" مفتوحہ کو بیان فرمارہے ہیں، فرماتے ہیں کہ: "إنَّ" مکسورہ جملے کے معنیٰ کو نہیں بدلتا ہے؛ بلکہ جملہ کے معنیٰ کو اچھی طرح ثابت کرنے کے لیے آتا ہے، اس کے برخلاف "أنَّ" مفتوحہ جملے کے معنیٰ کو بدل دیتا ہے؛ چنانچہ وہ اپنے مابعد اسم وخبر کے ساتھ مفرد کے حکم میں ہوتا ہے؛ لہٰذا اس ضابطہ کے تحت جہاں جملہ کا موقع ہوگا وہاں "أنَّ" مفتوحہ آئے گا۔

ولذلک الخ: یہاں سے مصنف ان مواقع کو بیان فرمارہے ہیں جہاں ہمیشہ "إنَّ" مکسورہ لانا واجب ہے۔ فرماتے ہیں کہ چار مواقع میں ہمیشہ "إنَّ" مکسورہ آئے گا:

(۱) شروع کلام میں۔ جیسے: إنَّ زَيْدًا قَائِمٌ (بلاشبہ زید کھڑا ہے)۔

(۲) قول اور اس کے مشتقات کے بعد۔ جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَقُوْلُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہیں کہ وہ ایک گائے ہے)۔

(۳) اسم موصول کے بعد صلہ کے شروع میں؛ جیسے: ما رأيت الذي إنّهُ في المساجد. (میں نے اس کو نہیں دیکھا جو مسجدوں میں رہتا ہے)۔

(۴) اس وقت جبکہ خبر پر لام تاکید داخل ہو؛ جیسے: إنّ زيداً لقائمٌ (یقیناً بلاشبہ زید کھڑا ہے)۔

محل امتحان نمبر (۴۸)، ہدایۃ النحو ...ص (۱۰۸)

وَاعْلَمْ أَن "إِنَّ" الْمَكْسُوْرَةَ يَجُوْزُ دُخُوْلُ اللَّامِ عَلٰى خَبَرِهَا. وَقَدْ تُخَفَّفُ فيلزمها اللَّام، كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَإِنْ كُلًّا لَّمَا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ﴾. وَحِيْنَئِذٍ يَجُوْزُ إِلْغَاؤُهَا؛ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَإِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ﴾.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) عبارت میں بیان کردہ ضابطہ کی وضاحت فرمائیں؛ نیز تشریح بھی کریں۔

جواب

(الف) ترجمة:

جان لیجیے کہ "إنَّ" مکسوہ کی خبر پر "لام" کا داخل ہونا جائز ہے، اور کبھی اس میں تخفیف کرلی جاتی ہے، پس (اس صورت میں) اس کے لیے "لام" لازم ہوتا ہے؛ جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَاِنْ كُلًّا لَّمَا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ" (بلاشبہ تمام لوگوں کو پورے دیگا تیرا رب ان کے اعمال) اور اس وقت جائز ہے اس کو ملغی (یعنی اس کے عمل کو باطل) کرنا؛ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ" (بلاشبہ تمام لوگ ہمارے پاس حاضر کیے جائیں گے)۔

(ب) عبارت میں بیان کردہ ضابطہ کی وضاحت نیز تشریح بھی:

واعلم أن إنّ المكسورة الخ: یہاں سے مصنف ایک دوسرا ضابطہ بیان فرمارہے ہیں، فرماتے ہیں کہ "إنَّ" مکسورہ کی خبر پر لام ابتداء کو داخل کرنا جائز ہے؛ جیسے: إنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ. اس لیے کہ لام ابتداء جملے کی تاکید کے لیے آتا ہے، اور "إنَّ" مکسورہ اپنے اسم اور خبر کے ساتھ جملہ ہی ہوتا ہے، مفرد نہیں ہوتا۔ اس کے برخلاف "أنَّ" مفتوحہ کی خبر پر، لام ابتداء کو داخل کرنا جائز نہیں؛ اس لیے کہ "أنَّ" مفتوحہ اپنے اسم اور خبر کے ساتھ مفرد کے حکم میں ہوتا ہے، جملہ نہیں ہوتا۔

وقد تخفف فيلزمها الخ: کبھی إنَّ مکسورہ کی تشدید کو ختم کرکے اس میں تخفیف

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کرلی جاتی ہے، اس کو "إنْ مخففه من المثقله" کہتے ہیں، یہاں سے مصنف اسی "إنْ مخففہ من المثقلہ" کے احکام بیان فرمارہے ہیں، مصنف نے اس کے تین احکام بیان کیے ہیں:

(۱) "إنْ مخففه من المثقله" اور "إنْ" نافیہ کے درمیان فرق کرنے کے لیے، "إنْ مخففه من المثقله" کی خبر پر لام ابتداء کو داخل کرنا واجب ہے؛ جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَإِنْ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ" (بلاشبہ تمام لوگوں کو پورے دے گا تیرا رب ان کے اعمال،) یہاں "ليوفينّهم" خبر پر "لام ابتداء" داخل کیا گیا ہے۔

(۲) "إنْ مخففه من الثقله" کے عمل کو لفظاً باطل کرنا جائز ہے، یعنی تخفیف کے بعد "إنْ" مکسورہ کے عمل کو باقی رکھنا اور باطل کرنا دونوں صورتیں جائز ہیں، عمل کو باقی رکھنے کی صورت میں اس کا اسم منصوب ہوگا؛ جیسا کہ مذکورہ مثال میں "كلًا" منصوب ہے، اور عمل کو باطل کرنے کی صورت میں اس کے مابعد دونوں اسموں کو، مبتدا اور خبر ہونے کی بناء پر مرفوع پڑھیں گے؛ جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَإِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ" (بلاشبہ تمام لوگ ہمارے پاس حاضر کیے جائیں گے)۔

محل امتحان نمبر (۴۹)، ہدایۃ النحو ...ص (۱۰۹)

وَ "لٰكِنَّ": لِلْاِسْتِدْرَاكِ، وَيَتَوَسَّطُ بَيْنَ كَلَامَيْنِ مُتَغَايِرَيْنِ فِي الْمَعْنٰى؛ نَحْو مَاجَاءَنِيْ الْقَوْمُ لٰكِنَّ عَمْرًا جَاءَ، وَغَابَ زَيْدٌ لٰكِنَّ بَكْرًا حَاضِرٌ. وَيَجُوْمُ مَعَهَا الْوَاو؛ نَحْو: قَامَ زَيْدٌ وَلٰكِنَّ عَمْرٌو قَاعِدٌ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) عبارت کے ہر ہر جز کی تشریح کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمہ:

اور "لٰکِنَّ" استدراک کے لیے آتا ہے، اور وہ ایسے دو کلاموں کے درمیان آتا ہے جو معنیٰ کے اعتبار سے متغائر ہوں؛ جیسے: مَاجَاءَ نِی الْقَوْمُ؛ لٰکِنَّ عَمْرًا جَاءَ (میرے پاس قوم نہیں آئی؛ لیکن عمرو آیا) اور غَابَ زَیْدٌ؛ لٰکِنَّ بَکْرًا حَاضِرٌ (زید غائب ہوگیا؛ لیکن بکر حاضر ہے)، اور جائز ہے "لکن" کے ساتھ واوٗ کو لانا؛ جیسے: قَامَ زَیْدٌ وَلٰکِنَّ عَمْرًا قَاعِدٌ (زید کھڑا ہوا؛ لیکن عمرو بیٹھا ہے)۔

(ب) عبارت کے ہر ہر جز کی تشریح:

ولکنّ للاستدراک الخ: یہاں سے مصنف "لکنّ" حرفِ مشبہ بالفعل کو بیان فرمارہے ہیں، فرماتے ہیں کہ "لٰکنّ" استدراک کے لیے یعنی کلامِ سابق سے پیدا ہونے والے وہم کو دُور کرنے کے لیے آتا ہے، اسی لیے یہ ہمیشہ ایسے دو کلاموں کے درمیان آتا ہے، جن کا مفہوم، نفی اور اثبات کیا اعتبار سے مختلف ہو، خواہ یہ اختلاف لفظی ہو اس طور پر کہ ایک کلام لفظاً مثبت ہو اور دوسرا منفی؛ جیسے: ماجاء نی القوم؛ لکنّ عمروًا جاء (میرے پاس قوم نہیں آئی؛ لیکن عمرو آیا)، اس مثال میں "لٰکنّ" دو کلاموں: یعنی "ماجاء نی القوم" اور "عمرو جاء" کے درمیان آیا ہے، جن کا مفہوم، نفی اور اثبات کے اعتبار سے مختلف ہے، پہلا کلام لفظاً منفی ہے اور دوسرا مثبت۔ یا وہ اختلاف معنوی ہو اس طور پر کہ لفظوں کے اعتبار سے تو دونوں کلام مثبت ہوں؛ لیکن معنیٰ کے اعتبار سے ایک کلام نفی پر دلالت کرتا ہو اور دوسرا اثبات پر؛ جیسے: غَاب زید؛ لکنّ بکراً حاضرٌ (زید غائب ہوگیا؛ لیکن بکر حاضر ہے)، اس مثال میں دونوں کلام، اگرچہ لفظوں کے اعتبار سے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مثبت ہیں؛ لیکن معنیٰ کے اعتبار سے پہلا کلام: یعنی "غاب زید" نفی پر دلالت کرتا ہے اور دوسرا کلام: یعنی "بکرٌ حاضرٌ" اثبات پر دلالت کرتا ہے۔

ویجوز معها الخ: یہاں سے مصنف ایک ضابطہ بیان فرمارہے ہیں، فرماتے ہیں: کہ "لٰکنَّ" خواہ مشددہ ہو یا مخففہ، اس کے ساتھ واؤ کو لانا جائز ہے؛ جیسے: قام زید ولکنّ عمروا قاعد ن (زید کھڑا ہوا؛ لیکن عمرو بیٹھا ہے)۔ اس واؤ کے بارے میں اختلاف ہے: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ واؤ عاطفہ ہے، اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ واؤ اعتراضیہ ہے؛ رضی نے دوسری رائے کو اظہر قرار دیا ہے۔

محل امتحان نمبر (۵۰)، ہدایۃ النحو ...ص (۱۱۰)

فَصْلٌ: حُرُوْفُ الْعَطْفِ: عَشَرَةٌ: ١-الْوَاو. ٢-وَالْفَاءُ.
٣-وَثُمَّ. ٤-وَحَتّٰى. ٥-وَأَوْ. ٦-وَإِمَّا. ٧-وَأَمْ. ٨-وَلَا.
٩-وَبَلْ. ١٠-وَلٰكِن. فَالْأَرْبَعَةُ الْأَوَّلُ لِلْجَمْعِ.
فَالْوَاوُ: لِلْجَمْعِ مُطْلَقًا؛ نَحْو: جَاءَنِي زَيْدٌ وَعَمْرٌو، سَوَاءٌ كَانَ زَيْدٌ مُقَدَّمًا فِي الْمَجِيْءِ أَوْ عَمْرٌو.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔
(ب) حروفِ عطف کی تعریف کریں۔
(ج) نیز حروفِ عطف کے کتنے معانی ہیں؟ ہر ایک کو بالتفصیل لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

یہ تیسری فصل ہے: حروفِ عطف دس ہیں: (۱) واؤ (۲) فاء (۳) ثُمَّ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۴)حَتّٰی (۵)أَوْ (۶)إِمَّا (۷)أَمْ (۸)لَا (۹)بَلْ (۱۰)لٰکِنْ. پس پہلے چار (یعنی واؤ، فاء، ثمّ اور حتّٰی) جمع کے لیے آتے ہیں۔ پس واؤ مطلق جمع کے لیے آتا ہے؛ جیسے: جَاءَ نِیْ زَیْدٌ وَعَمْرٌو ن (میرے پاس زید اور عمرو آئے) خواہ آنے میں زید مقدم ہو یا عمرو۔

(ب) حروفِ عطف کی تعریف:

فصل: حروف العطف عشرة الخ: یہاں سے مصنف حروفِ عطف کو بیان فرمارہے ہیں۔

حروف عطف کی تعریف: حروفِ عطف وہ حروف غیر عاملہ ہیں جو اپنے مابعد کو ماقبل کے ساتھ جوڑنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں؛ جیسے: جاء نی زید وعمرو (میرے پاس زید اور عمرو آئے)، اس مثال میں واؤ حرفِ عطف ہے۔ حروفِ عطف دس ہیں: واو، فاء، ثم، حتی، أو، أم، إمّا، لا، بل اور لٰکِنْ.

(ج) نیز حروفِ عطف کے کتنے معانی ہیں؟ ہر ایک کی تفصیل:

فالأربعة الخ: یہاں سے مصنف حروفِ عطف کے معانی بیان فرمارہے ہیں، فرماتے ہیں کہ: پہلے چار حروف یعنی "واو"، "فاء"، "ثُمَّ" اور "حَتّٰی" جمع کے لیے آتے ہیں، یعنی یہ معطوف کو معطوف علیہ کے ساتھ حکم میں جمع کر دیتے ہیں۔

"واو": مطلق جمع کے لیے آتا ہے، یعنی واؤ کے ذریعہ عطف کرنے کی صورت میں معطوف اور معطوف علیہ میں کسی ترتیب، تراخی اور تدریج کی قید نہیں ہوتی، جیسے: جاء نی زیدٌ و عمروٌ، اس مثال میں اس بات کو بتایا گیا ہے کہ زید اور عمرو دونوں آئے ہیں، خواہ زید پہلے آیا ہو یا عمرو، ایک ساتھ آئے ہوں یا آگے پیچھے، اور آگے پیچھے آنے کی صورت میں، دونوں کے آنے میں کوئی زیادہ فاصلہ ہو یا نہ ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

"فـــاء": ترتیب بلاتراخی کے لیے آتا ہے، یعنی یہ بتانے کے لیے آتا ہے کہ "فاء" کے ماقبل کے لیے حکم پہلے ثابت ہے اور مابعد کے لیے بغیر تاخیر کے فوراً بعد میں، اس میں صرف ترتیب ہوتی ہے، تراخی نہیں ہوتی؛ جیسے: دخل زید ثم عمرو (داخل ہوا زید، اس کے بعد عمرو)، یہ اس وقت کہا جائیگا جبکہ زید پہلے داخل ہوا ہو، اور عمرو اس کے کافی دیر بعد میں داخل ہوا ہو۔

"حتّٰی": ترتیب اور تراخی میں "ثم" کے مانند ہے، یعنی جس طرح "ثم" ترکیب اور تراخی کے لیے آتا ہے، اسی طرح "حتـــی" بھی ترتیب اور تراخی کے لیے آتا ہے؛ البتہ "حتّٰی" کی تراخی، "ثم" کی تراخی سے کم ہوتی ہے، نیز "ثم" میں تراخی واقع کے اعتبار سے ہوتی ہے، جبکہ "حتـــی" میں تراخی صرف متکلم کے ذہن کے اعتبار سے ہوتی ہے، واقع کے اعتبار سے نہیں ہوتی، "حتـــی" کے عاطفہ ہونے کیلیے شرط یہ ہے کہ "حتـــی" کا معطوف، معطوف علیہ میں داخل ہو۔ "حتی" معطوف میں کبھی قوت کا فائدہ دیتا ہے، یعنی یہ بتاتا ہے کہ معطوف، معطوف علیہ سے قوی اور اعلیٰ ہے؛ جیسے: مات الناس حتی الأنبیاء (لوگ مرگئے حتیٰ کہ انبیاء بھی)، اس مثال میں معطوف، معطوف علیہ سے قوی اور اعلیٰ ہے۔ اور کبھی معطوف میں ضعف کا فائدہ دیتا ہے، یعنی یہ بتاتا ہے کہ معطوف، معطوف علیہ سے ضعیف اور ادنیٰ ہے۔ جیسے: قدم الحاج حتی المشاۃ (حاجی لوگ آگئے حتیٰ کہ پیدل چلنے والے بھی)، اِس مثال میں معطوف، معطوف علیہ سے ضعیف اور ادنیٰ ہے۔

محل امتحان نمبر (۵۱)، ہدایۃ النحو ...ص (۱۱۲)

فَصْلٌ: حُرُوْفُ النِّدَاءِ: خَمْسَةٌ، يَا وَأَيَا وَهَيَا وَأَىْ وَالْهَمْزَةُ الْمَفْتُوْحَةُ. فَـ "أى" وَ "الْهَمْزَة": لِلْقَرِيْبُ. وَ "أَيَا" وَ "هَيَا": لِلْبَعِيْد. وَ "يَا": لَهُمَا وَلِلْمُتَوَسِّطِ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) حرفِ نداء کی تعریف کریں۔

(ج) حروفِ نداء عامل ہوتے ہیں یا نہیں؟ بوضاحت لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمة:

یہ پانچویں فصل ہے: حروفِ نداء پانچ ہیں: (۱) یَا (۲) أَیَا (۳) هَیَا (۴) أَیْ (۵) همزة مفتوحہ۔ پس "أی" اور ہمزہ قریب کے لیے آتے ہیں، "أیا" اور "هیا" بعید کے لیے آتے ہیں اور "یا" قریب و بعید اور متوسط (سب) کے لیے آتا ہے۔

(ب) حرفِ نداء کی تعریف:

فصل: حروف النداء الخ: اس فصل میں مصنف حروفِ نداء کو بیان فرمارہے ہیں۔

حروفِ نداء کی تعریف: حروفِ نداء: وہ حروف ہیں جو کسی کو متوجہ کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں؛ جیسے: یازیدُ (اے زید)۔ حروفِ نداء پانچ ہیں: یا، أیا، هیا، أی اور ہمزہ مفتوحہ۔ "أی" اور "ہمزۂ مفتوحہ" منادیٰ قریب کے لیے، أیا اور "هیا" منادیٰ بعید کے لیے آتے ہیں اور "یا" عام ہے، یہ قریب، بعید اور متوسط تینوں کے لیے آتا ہے۔

(ج) حروفِ نداء عامل ہوتے ہیں یا نہیں؟

حروفِ نداء عامل ہوتے ہیں یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، اکثر نحویین (جن میں مصنف اور علامہ ابن حاجب بھی شامل ہیں) کی رائے یہ ہے کہ حروفِ نداء عامل

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نہیں ہوتے؛ بلکہ منادیٰ: مضاف، مشابہ مضاف یا نکرۂ غیر معین ہونے کی صورت میں "أدعو" یا "اطلب" فعل محذوف کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے، حروفِ نداء کی وجہ سے منصوب نہیں ہوتا۔ اور امام مبرد، شیخ عبدالقاہر جرجانی اور صاحب "نحو میر" کی رائے یہ ہے کہ حروفِ نداء عامل ہوتے ہیں، "أدعو" یا "أطلب" فعل کے قائم مقام ہوکر، یہی منادی کو نصب دیتے ہیں، "أدعو" یا "أطلب" فعل محذوف، منادی کو نصب نہیں دیتا۔ رضی کاردجان بھی اسی طرف ہے۔

محل امتحان نمبر (۵۲)، ہدایۃ النحو ...ص (۱۱۴)

وَ "مَا" تزاد مع: إِذَا، وَمَتٰى، وَأَى، وَأنى، وَأَيْن، وَإِنْ شرطيات؛ كَمَاتَقُوْلُ: إِذَامَاصُمْتَ صُمْتُ، وَكَذَا الْبَوَاقِيْ. وَبَعْد (بَعْض) حُرُوْفُ الْجَرِّ؛ نَحْو: قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَبِمَارَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ﴾، وَ ﴿عَمَّاقَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِيْنَ﴾، وَ ﴿مِمَّاخَطِيْئَتِهِمْ أُغْرِقُوْا فَأُدْخِلُوْا نَارًا﴾ وَزَيْدٌ صَدِيْقِيْ كَمَا أَنَّ عَمْرًوا أَخِيْ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مـــا کتنے مواقع میں زیادہ کیا جاتا ہے؟ مع مثال پیش کریں؛ نیز یہ بھی بتایئے کہ مصنف نے کتنی مثال پیش کی ہیں؟

جواب

(الف) ترجمہ:

اور "مـــا" زیادہ کیا جاتا ہے، "إذا" شرطیہ، "متـــى" شرطیہ، "أي" شرطیہ، "أنـى" شرطیہ، "أَيْنَ" شرطیہ اور "إن" شرطیہ کے ساتھ؛ جیسا کہ تم کہو گے:

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

إذا ما صمتَ صُمتُ ن (جب تو روزہ رکھے گا تو میں بھی روزہ رکھوں گا)، اور اسی طرح باقی ہیں۔ اور بعض حروف جر کے بعد؛ جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ" (پس اللہ کی مہربانی کی وجہ سے آپ ان کے لیے نرم ہو گئے)، "عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِيْنَ" (تھوڑی دیر کے بعد یہ لوگ ضرور شرمندہ ہوں گے)، "مِمَّا خَطِيْئٰتِهِمْ أُغْرِقُوْا فَأُدْخِلُوْا نَارًا" (ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو غرق کر دیا گیا، پھر ان کو آگ میں داخل کیا جائے گا) زَيْدٌ صَدِيْقِي كما أنَّ عمروًا أَخِيْ (زید میرا دوست ہے جیسا کہ عمرو میرا بھائی ہے)۔

(ب) ما کتنے مواقع میں زیادہ کیا جاتا ہے؟ مع مثال:

و "ما" تزاد مع إذا الخ: "ما" سات مواقع میں زیادہ کیا جاتا ہے:

(۱) "إذا شرطیه" کے بعد؛ جیسے: إذا ما صمتَ صمتُ (جب تو روزہ رکھے گا تو میں بھی روزہ رکھوں گا)، یہاں "إذا شرطیه" کے بعد "ما" زائدہ ہے۔

(۲) "متی شرطیه" کے بعد؛ جیسے: متی ما تقم أقم (جب تو کھڑا ہوگا تو میں بھی کھڑا ہوں گا)، یہاں "متی شرطیه" کے بعد "ما" زائدہ ہے۔

(۳) "أی شرطیه" کے بعد؛ جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: أَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (جس نام کے ساتھ بھی تم اللہ کو پکارو تو اس کے لیے اچھے اچھے نام ہیں)، یہاں "أیّ شرطیه" کے بعد "ما" زائدہ ہے۔

(۴) "أنّی شرطیه" کے بعد؛ جیسے: أنّی تضرب أضرب (جہاں تو مارے گا میں بھی ماروں گا) یہاں "أنّی شرطیه" کے بعد "ما" زائدہ ہے۔

(۵) "أیْنَ شرطیه" کے بعد؛ جیسے: أینما تجلس أجلس (جہاں تو بیٹھے گا میں بھی بیٹھوں گا)، یہاں "أیْن شرطیه" کے بعد "ما" زائدہ ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۶) "إنْ شرطیہ" کے بعد؛ جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: إِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ (اگر تجھے ڈر ہو کسی قوم سے دغا کا تو پھینک دے ان کا عہد، ان کی طرف، اس طرح پر کہ ہو جاؤ تم اور وہ برابر)، یہاں "ان شرطیہ" کے بعد "ما" زائدہ ہے، یہ اصل میں "إن ما تخافن" تھا، ادغام کرنے کے بعد "إمّا" ہو گیا۔ ان تمام مواقع میں "ما" کا زائدہ ہونا قیاسی ہے۔

(۷) کبھی بعض حروفِ جر کے بعد بھی "ما" کو زیادہ کیا جاتا ہے؛ لیکن یہ سماعی ہے، قیاسی نہیں، یعنی ہر جگہ ان حروف جر کے بعد، "ما" کو زیادہ نہیں کیا جا سکتا؛ بلکہ یہ اہلِ عرب سے سننے پر موقوف ہے، جہاں اُن حروف جر کے بعد "ما" کو زیادہ کرنا اہلِ عرب سے سنا گیا ہے وہاں "ما" کو زیادہ کیا جائے گا، اور جہاں اہلِ عرب سے نہیں سنا گیا ہے، وہاں "ما" کو زیادہ نہیں کیا جائے گا۔

بتائیے کہ مصنف نے کتنی مثال پیش کی ہیں؟

مصنف نے اس کی چار مثالیں دی ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ (پس اللہ کی مہربانی کی وجہ سے آپ ان کے لیے نرم ہو گئے)، یہاں "باء" حرفِ جر کے بعد "ما" زائدہ ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ (تھوڑی دیر کے بعد یہ لوگ ضرور شرمندہ ہوں گے)، یہاں "عن" حرفِ جر کے بعد "ما" زائدہ ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا (ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو غرق کر دیا گیا، پھر ان کو آگ میں داخل کیا جائے گا)، یہاں "من" حرف جر کے بعد "ما" زائدہ ہے۔

(۴) زيد صديقي كما أن عمرو أخي (زید میرا دوست ہے جیسا کہ عمرو میرا بھائی ہے)، یہاں "کاف" حرفِ جر کے بعد "ما" زائدہ ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ڈاک اور ٹرانسپورٹ سے کتابیں منگوانے کے لیے رابطہ کریں

مکتبہ صوت القرآن دیوبند

Maktuba Sautul Quran Deoband

9358911053, Ph. 01336-223460

website: www.deobandtoday.com/sautul-quran

E-mail: faizulhasanazmi@gmail.com

Website: NewMadarsa.blogspot.com

Telegram channel : New Madarsa